رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

(عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً)

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز
اردو رسالہ

ایڈیٹر - قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۲۷	ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ ❊ اکتوبر ۱۹۲۸ء	نمبر ۱۰

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
کتاب الدعاء	۳۶۱ / ۳۶۹	مترجم ملک عبد الرحمن صاحب خادم گجراتی
انگلستان میں قانون مسئلہ طلاق	۳۷۰ / ۳۷۴	ترجمہ انگریزی ریویو از جنید قادیانی
مسلمانوں کی علمی ترقی	۳۷۵ / ۳۷۶	ماخوذ
تحقیق مسئلہ نبوت	۳۷۷ / ۳۹۳	مرتبہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ
اجراء نبوت پر دس آیتیں	۳۹۴ / ب ب ۴	ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب دہلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج سے بعد

اس صفحہ پر ان معاونین مخلصین کے اسماء گرامی شائع ہُوا کرینگے جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اس آرزوئے مبارک کے پورا کرنیکے لئے کہ

ریویو کے کم از کم دس ہزار خریدار ہوں

پوری پوری کوشش فرمائینگے اور ہمیں ایک نہ ایک خریدار پیشگی قیمت دینے والا مہیّا فرما دینگے۔

ایسے لوگ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دُعاؤں سے حصّہ لینگے جو وہ ہر خدمتگزار دین کے لئے فرماتے ہیں۔ کیونکہ آنجناب کو حضرت مسیح موعودؑ کی آرزو ایسی محبوب ہے کہ آپنے ریویو کی طرف تمام تر توجّہ دلانے کے لئے اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان کو بند کرا دیا۔

پس میرے دوستو! اُٹھو! بڑھو! ہمّت کرو!!! اور ریویو آف ریلیجنز اُردو کی توسیع اشاعت میں خاص طور سے حصّہ لو۔ اور تین مہینے کے اندر اندر

ایک ہزار خریدار نئے

مہیّا کر کے دنیا پر ثابت کر دو۔ کہ احمدی جماعت کے افراد

تھوڑی سی توجّہ سے بہت بڑا کام کر لیتے ہیں

مجھے امید ہے کہ میری یہ تحریر رائیگاں نہ جائیگی اور میرے اس نیک ظن کو احباب عملی لباس پہنا کر دکھا دینگے

اسوقت ریویو آف ریلیجنز۔ اخراجات کے اعتبار سے ایسی حالت میں ہے کہ اس کا اپنے خرچ پر چلانا دشوار ہو رہا ہے۔ رسالہ آپکی خدمت میں مقررہ حجم پر بالکل باقاعدہ پہنچایا جا رہا ہے۔ مضامین بھی حسب ضرورت وقت جامع سے جامع شائع کیئے جاتے ہیں۔ ٹائیٹل وغیرہ کی ظاہری خوشنمائی فنڈ کی تقویت پر منحصر ہے جو ہمارے بس کی بات نہیں۔ احباب کی ہمّت مطلوب ہے۔

نیاز مند ایڈیٹر و مینجر ریویو آف ریلیجنز اُردو۔ قادیان

انگریزی ریویو آف ریلیجنز

لنڈن سے ہر مہینے شائع ہوتا ہے اسکی قیمت سات روپے سالانہ ہے ہندوستان کے خریداروں کا حساب کتاب قادیان دفتر تبلیغ و اشاعت میں ہے۔ انگریزی خوان احباب جماعت احمدیہ بہت کم توجہ کر رہے ہیں۔ پچھلے سالوں کے بقایا کا ذکر تو درکنار ۱۹۲۷ء کا چندہ کئی صاحبان نے ادا نہیں کیا کم از کم ایک ہزار خریدار اسکے اپنی جماعت کے ہندوستان میں ہونے چاہئیں۔ مگر حال یہ ہے کہ چند سو بھی نہیں۔ اسکے متعلق فوری اور متفقہ کوشش کی ضرورت ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

کتاب الدعا

(ترجمہ انگریزی ریویو آف ریلیجنز۔لنڈن)

(۱)

مندرجہ عنوان کتاب چرچ آف انگلینڈ کی کتاب العبادت ہے انگریزی حلقوں میں آجکل اس کتاب پر سلسلۂ بحث و تمحیص جاری ہے تمام اخبارات اسکے ذکر سے پر ہیں۔ ہاؤس آف کامنز میں اسکے متعلق نہایت پُرجوش مباحثہ ہوچکا ہے۔ چرچ کی معتبر ہستیوں نے اعلان کردیا ہے۔ کہ موجودہ "بک آف کامن پریئر" (کتاب الدعا) ترمیم کی محتاج ہے۔ اس لئے انہوں نے ایک نئی کتاب تیار کی ہے جو پہلی دفعہ دسمبر ۱۹۲۷ء اور پھر جون ۱۹۲۸ء میں "ہاؤس آف کامنز" کے سامنے پیش ہوئی تاکہ اس کتاب کو اجازت حاصل کرنے کیلئے ملک معظم کے حضور پیش کیا جائے مگر ہر دو موقعہ پر یہ مسترد ہوئی اسلئے ملک میں ایک ہیجان پیدا ہورہا ہے۔ وزیر داخلہ اسکے مخالفین کا سرگروہ ہے۔ پہلی دفعہ یہ بل ۳۳ اور دوسری دفعہ ۴۶ آراء کی کمی کی وجہ سے مسترد کیا گیا۔ بڑے بڑے سربرآوردہ قانون دان اور سیاسی لیڈر بھی اس سے متأثر ہوگئے ہیں۔ مسٹر بالڈون اور مسٹر چرچل جیسی مقتدر ہستیاں بھی اسکی تردید یا تائید کیلئے مستعد ہوگئی ہیں۔ تمام سیاسی پارٹیوں میں اس مذہبی تحریک کی وجہ سے انشقاق واقع ہوگیا ہے ۴۰۲ یونینسٹس میں سے ۱۹۱ اسکی تائید میں اور ۱۶۲ نے اسکے خلاف ووٹ دیئے۔ لیبر پارٹی کے ۲۸ ووٹ اسکی تائید میں اور ۵۷ خلاف۔ لبرل پارٹی میں سے ۲ اسکی تائید میں اور ۲۸ آراء اسکے خلاف ہیں۔ مسٹر بالڈون اور مسٹر لیسنبری ایک طرف اور مسٹر سکلاتوالا اور جائینسن دوسری طرف۔ لارڈ کرزن۔ لیڈی آدیگ کے مخالف تھے اور سرجے سائمن۔ سر۔ بی میریمن کے برخلاف۔ یہ صورت حالات بتاتی ہے جیسا کہ مسٹر مارس نے لکھا ہے کہ "ہاؤس آف کامنز کے سامنے اسوقت صرف چرچ آف انگلینڈ کے متعلق ہی سوالات پیش نہیں بلکہ یہ قومی معاملہ ہے جو ہماری ذہنیت اور ملی ترقیات پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا"

اس لئے ہم ضروری خیال کرتے ہیں کہ اسکے واضح پہلوؤں کو احاطۂ تحریر میں لاکر اصل حقیقت کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنگلستان میں قانون مسئلہ طلاق

(ترجمہ از عبدالرحمٰن جنتیؔ قادیان)

انگلستان کے مسئلہ طلاق سے قانون کا (بتدریج) ارتقاء بتائیگا کہ موجودہ قانون بھی کچھ تسلی بخش حالت میں نہیں ہے۔ بلکہ موجودہ ضروریات کے ماتحت ضروری ہے کہ اس میں بھی تبدیلی کی جائے۔ باوجودیکہ جنگ عظیم کی وجہ سے ایک عظیم الشان انقلاب سوشل لائف میں واقع ہُوا۔ لیکن بایں ہمہ اس مسئلہ کی طرف کوئی توجہ نہیں کیگئی جس کا نتیجہ یہ ہُوا ہے کہ ایک طرف تو روزافزوں مشکلات نے ججوں کو اسکے اجراء میں مشکلات پیدا کردی ہیں اور دوسری طرف پبلک کے اندر بہت کچھ بے اطمینانی پیدا ہوگئی ہے۔ وہ عورتیں جو مردوں سے مساوی حقوق کی مدعی ہیں۔ یا جنہوں نے اُن حقوق کو حاصل کرلیا ہے۔ وہ بھی دِقّت محسوس کررہی ہیں۔ کیونکہ وہ خود طلاق لینے کا حق نہیں رکھتیں۔ جس طرح کہ مردوں کو طلاق دینے کا حق ہے پس عورتوں کی حقوق طلبی کی مساعی کی تاریخ اس مسئلہ میں بھی اپنے آپکو دُھرائے بغیر نہیں رہیگی۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام ہی دنیا میں وہ پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کے درجہ کو مردوں کے برابر تسلیم کیا ہے۔ کئی لوگوں کو یہ سُنکر تعجّب ہوگا کہ بہت سے ایسے حقوق ہیں جو اسلام نے عورتوں کو دیئے ہیں۔ لیکن اس بیسویں صدی میں بھی مغربی عورتوں کو نصیب نہیں ہوئے ؎

پچھلی مئی ۱۹۲۶ء میں بہت جدوجہد کے بعد جو حقوقِ رائے دہندگی نسواں انگلستان میں منظور کیئے گئے تھے۔ ان کو اکثر یوروپین ممالک نے قبول نہیں کیا ؎

انگلستان میں ہی شادی شدہ عورت کی جائداد کا ایکٹ (Married Women Property act) پاس ہونے سے پہلے کوئی شادی شدہ عورت ذاتی جائداد نہیں رکھ سکتی تھی بلکہ اسکی جائداد ذاتی اسکے خاوند ہی کی جائداد میں ہی مدغم ہوجاتی تھی۔ فرانس میں اب تک بھی کوئی شادی شدہ عورت کسی بنک میں اپنا الگ حساب نہیں کھول سکتی۔ برخلاف اسکے اسلام میں کوئی ایسی ممانعت ومحرومیت نہیں ہے۔ ہر منکوحہ عورت کا درجہ شادی کے بعد وہی رہتا ہے جو پہلے ہوتا ہے۔ وہ اپنی جائداد رکھ سکتی ہے۔ اور آزادی سے روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی مجاز ہے ؎

قبل اسکے کہ میں مسئلہ طلاق کو چھیڑوں۔ مختصراً کلیسیائی قانون کا نقطۂ نظر شادی کے متعلق خیال ظاہر کرتا ہوں:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شادی کو اصطباغ (بپتسمہ) کی طرح اتنا مقدس سمجھنا کہ ناقابل فسخ درجے کو پہنچ جائے یہ مسیحیت کے بہت بعد کی بات ہے۔ پروفیسر ہاورڈ نے ایک روئداد لکھی ہے جس کے ماتحت شادی کلیسیائی عملداری میں آئی ہے وہ اپنی کتاب "تاریخ تقرر ازدواج" (History of Matrimonial Institution) میں لکھتا ہے:-

(۱) "یہ قرین قیاس ہے کہ پہلی تین چار صدیوں میں عیسائی شادیاں گرجاؤں میں نہیں منائی جاتی تھیں اور منگنی اور دعائے ازدواجی[۴۴] شادی شدہ جوڑے معمولی مراسم ادا کرتے اور اصطباغ میں شامل ہوتے تھے۔"

(۲) "مجلس عروسی کی شناسائی عیسائی شادیوں کی تاریخ کا دوسرا سٹیج ہے۔ بظاہر پادری کا تقرر خالصتاً مذہبی ہے۔ مگر یہ صرف نوشادی شدہ جوڑے کی زندگی کو متبرک کرنیکے لئے اختراع (بدعت حسنہ) ہے اور اسکے جواز کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے

(۳) دسویں صدی میں ہم اس کلیسیائی رسم کی تاریخ کی تیسرے سٹیج کو پاتے ہیں۔ اب بھی دعائے ازدواجی دو الگ الگ عملوں میں منقسم ہے۔

پہلا گفتگو کہ عام دنیوی رسم کا رنگ رکھتی ہے اور یہ خالص طور پر باہمی ذاتی معاملہ ہے لیکن یہ رسم گرجے کے دروازے پر ہی پادری کی موجودگی میں ادا ہوتی ہے۔ جو اس رسم میں شریک ہوتا ہے اور اس رسم کو دعا کے بعد اختتام پذیر کرتا ہے۔

دوسرا حصہ۔ اس بات پر مشتمل ہے کہ گرجے میں داخل ہوتے ہیں۔ اور مجلس عروسی منائی جاتی ہے جس کے بعد دوسری دعا ہوتی ہے۔

(۴) چوتھی سٹیج تیرھویں صدی کے شروع میں مکمل ہوئی تھی۔ شادی عموماً پادری کے توسط سے ہی منائی جاتی تھی۔ اور نہ محض اسکی موجودگی میں ہی بلکہ یہ رسم اب بھی گرجے کے دروازے پر کی جاتی ہے۔ جیسا کہ عام دستور ہے پادری دعائے ازدواجی کو سرانجام دینے کے لئے اپنے مذہبی منصب کو لیکر شادی کی تقدیس کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔

(۵) حکومت کلیسیائی کی رسم کا آخری سٹیج اپنے مذہبی تقدس کی تکمیل کو اسوقت پہنچا جبکہ کینن لاء Cannon Law نے جاری ہوکر دنیاوی عملداری کو برطرف کر دیا۔

پیٹر لومبارڈ اپنی کتاب (سیون سیکرامنٹ Seven Sacraments) میں شادی کو ایک شرعی مسئلہ قرار دیتا ہے۔ اور اس کو کونسل آف ٹرینٹ (Council of Trent) نے

[۴۴] مرقی گئی یعنی جب یہ شادیوں میں ضروری تھی اگر وہ مذہبی نقطہ نگاہ سے ضروری ہوں دعائے ازدواجی کے بعد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۵۶۳ء میں مندرجہ ذیل الفاظ سے تصدیق کیا ہے:-

"بنی نوع انسان کے جدِ اعظم (آدم) نے اپنے الہام الٰہی کے مطابق معاہدہ شادی کو ایک دوامی اور ناقابلِ فسخ معاملہ بتایا۔ جبکہ اس نے کہا "یہ میری ہڈیوں میں سے ایک ہڈی ہے۔ اور میرے گوشت کا ایک ٹکڑا کیا آدمی اپنے ماں باپ کو چھوڑ دیگا۔ اور اپنی بیوی کو کاٹ دیگا حالانکہ دونو ایک ہی گوشت (خون) سے ہونگے"۔

اور اسی مجلس نے اعلان کیا کہ منکوحہ جوڑے کلیسیائی عدالتوں کے ماتحت ہیں۔

رومن کیتھولک مذہب میں "طلاق" کا مفہوم شادی کی گرہ کو توڑنے کا نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی طلاق ہے 'مینزا ایٹ تھارو' (Mensa et thoro) جو کہ زناکاری یا ظلم کی بنا پر منظور کی جاتی تھی۔ (یہ طلاق یہ ہے کہ عورت اور خاوند "بستر" اور "کھانے" سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ جنمیں) لیکن شادی ناقابل فسخ مسئلہ ہی رہا۔ اور دونو میاں بیوی دوبارہ تاحین حیات شادی نہیں کر سکتے تھے۔

فرقۂ پروٹیسٹینٹ ازم کی ترقی اور مارٹن لوتھر کے اس اعلان کے بعد کہ "شادی کو طرفین کیلئے ان کی آزادانہ مرضی کا ایک عمل سمجھنا چاہیئے۔ اس کا کلیسیائی مذہب سے کوئی تعلق نہیں" ایک سول معاہدہ سمجھا جانا شروع ہوا۔ انگلستان اور رومن چرچ کی علیحدگی کی بڑی وجہ ہنری ہشتم کی پاپائے روم کی وجہ سے اپنی طلاق میں ناکامی ہی تھی۔ ہنری ہشتم نے آرچ بشپ کریمنر کی صدارت میں جو کمیشن مقرر کیا تھا اس نے اپنی تحقیقات ایڈورڈ ششم کے عہد میں ختم کی۔ اُس کمیشن نے طلاق کو د Mensa et thoro مینزا ایٹ تھارو قرار دیکر طرفین کو دوبارہ شادی کرنے کی منظوری دیدی تھی۔ لیکن ایڈورڈ ششم کی موت کے باعث کمیشن کی اس سفارش پر عمل نہ کیا جا سکا۔

فرقۂ پروٹیسٹیٹ ازم کے انگلستان میں قائم ہونے کے سبب سے پارلیمنٹ کے پرائیویٹ ایکٹ کے ماتحت ہی شادی کی منسوخی بوجہ زناکاری یا ظلم ہو سکتی تھی۔ جو شخص طلاق دینا چاہتا تھا کلیسیائی عدالت سے (Mensa et thoro مینزا ایٹ تھارو) کا فتویٰ حاصل کر کے پارلیمنٹ میں فسخ شادی کا حکم پاس کروانے کے لئے عرضی پیش کرتا تھا۔ جس کا خرچ اور التواء ایک معمولی حیثیت کے آدمی کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ اسی وجہ سے اس قانون کی ترمیم کے لئے بہت بڑا مطالبہ تھا۔ لہٰذا ۱۸۵۰ء میں اس معاملہ کی تفتیش اور تدارک کے متعلق تجویز کرنے کیلئے ایک رائل کمیشن مقرر ہوا جس کی جدوجہد کا پھل (مقدمۂ ازدواجی ایکٹ آف ۱۸۵۷ء The matrimonial cause act of 57) ہے

یہ پہلا موقعہ تھا کہ شادی کو بطور سول معاہدے کے تسلیم کیا گیا۔ اس ایکٹ کے موجب لنڈن میں ایک "عدالت طلاق و ازدواج" بنائی گئی۔ اور کلیسیائی کورٹ کے اختیارات اس عدالت کی طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منتقل کیئے گئے۔ بعدہٗ اس کورٹ کے اختیار کو "اختیار عدل گستری ایکٹ" Judicature act کے ذریعہ عدالت اعلیٰ انگلستان کی طرف منتقل کردیا۔ اور مسئلہ طلاق و ازدواج کو عدالت مذکور کے صیغۂ وصیت و طلاق و شادی کے ساتھ مخصوص کردیا ؞

۱۸۵۷ء کے ازدواجی ایکٹ کی دفعہ ۲۷ کے ماتحت خاوند کی درخواست پر کہ اس کی بیوی زنا کی مرتکب ہوئی ہے اور بیوی کی درخواست پر کہ اس کا خاوند زناکاری بخویش و اقارب۔ زنا بالجبر۔ یا حرامکاری کا مرتکب ہوا ہے اور یہ کہ ظلم یا دو سال یا اس سے زیادہ عرصے تک بغیر کسی معقول وجہ کے مجھے چھوڑ دیا ہے۔ ان کی شادی منسوخ ہو سکتی تھی ؞

ایکٹ مذکور کی دفعہ ۷ کے ماتحت عدالتی علیحدگی نے طلاق Mensa et Thoro مینسا ایٹ تھارو (بسبب زناکاری یا ظلم یا دو سال تک بغیر کسی معقول وجہ کے فرار) کی جگہ لے لی ؞

۱۸۹۵ء کے ہنگامی اختیارات (Summary Jurisdition) شادی شدہ عورت کی دفعہ ۵ کے ماتحت مجسٹریٹ بیوی کی درخواست پر کہ اس کا خاوند اسکو چھوڑ کر چلا گیا ہے سرسری طور پر یہ حکم دے سکتا تھا کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ ہم صحبت نہ ہو۔ اس صورت میں اس عورت کو ازدواجی ایکٹ کی دفعہ ۲۷ کے برخلاف دو سال تک انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ عجیب نتیجہ ظاہر ہے کہ بیوی جو ہنگامی اختیارات ایکٹ کے موجب علیحدگی کی اجازت حاصل کر چکی ہے وہ از روئے ازدواجی ایکٹ دفعہ ۲۷ دو سال تک طلاق کی ڈگری حاصل نہیں کر سکتی۔ نہ خاوند دوبارہ شادی کر سکتا ہے اور نہ بیوی کیونکہ علیحدگی کا حکم فسخِ شادی نہیں ہے۔ اس عدالتی علیحدگی کا نقصان جلدی ہی محسوس اور تسلیم کر لیا گیا۔ کیونکہ طرفین کو زبردستی علیحدہ کیا جاتا تھا۔ بغیر اسکے کہ ان کو دوبارہ شادی کرنیکا حق دیا جائے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس ۱۸۵۷ء کے مسودہ کی برائیوں پر سب سے زیادہ وسکاونٹ پالمرسٹن جیسے مدبّر انسان نے لیکچر دیئے۔ اسکے چند الفاظ یہ ہیں :۔

"یہ صورت جس میں کہ خاوند اور بیوی اس عدالتی علیحدگی کے سبب رکھے گئے ہیں۔ سخت قابلِ اعتراض ہے۔ اگر شادی منسوخ کرنے کی ضرورت پیش بھی آئے تو پھر اسکو بالکل منسوخ کرنا چاہیئے تاکہ طرفین کو مکمل آزادی ہو۔ اور وہ دوبارہ شادی کر سکیں۔ اسکے خیال میں خاوند اور بیوی کو یہ عدالتی علیحدگی سخت ابتلاء کی صورت میں ٹکرا کرتی ہے۔ جب کہ وہ ایسے کام کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جو کہ قانونی طور پر ناپسندیدہ ہیں"

۱۹۱۳ء میں طلاق کے رائل کمیشن کے سامنے بعض قابل اور تجربہ کار شہادتوں نے ضرر رساں الفاظ میں اس نیم حکیمانہ علاج کی مذمت کی تھی۔ اور اسی طرح ہم محکمۂ عدالت کی رپورٹوں میں طلاق کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقدموں کے ذکر میں اس کی مذمت دیکھتے ہیں:

: نسانی فطرت کی کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی بھر کی علیحدگی یعنی دوبارہ شادی کرنے کی اجازت نہ دینا ایک سخت ظلم ہے۔ خصوصاً انپر جو کسی نہ کسی وجہ سے شادی کی فرحت کا حظ اُٹھا سکتے ہوں۔ اگر وہ بُرائیوں اور غلطیوں کے راستے پر چلتے ہیں تو انکو ملامت نہیں بلکہ اس قانون کو ہے۔ جس نے ایسا کرنے پر انہیں مجبور کر دیا مختصراً تین ایسے طریقے ہیں جن سے خاوند اور بیوی قانونی طور پر بغیر دوبارہ شادی کرنیکے علیحدہ ہو سکتے ہیں:۔

(۱) ازروئے ہنگامی اختیارات (شادی شدہ نسواں) ایکٹ (۱۸۹۵) مجسٹریٹ بوجوہات مذکورہ علیحدگی کی وقتی طور پر اجازت دے سکتے ہیں۔

(۲) عدالتی علیحدگی جو کہ ہائی کورٹ کی منظوری سے ازروئے ازدواجی ایکٹ ۱۸۵۷ء و موخر ترمیم شدہ ایکٹ۔ دی جا سکتی ہے۔

(۳) علیحدگی (عمل شدہ) برضا و رغبت خاوند و بیوی۔

شادی دو وجوہات سے باطل ہو سکتی ہے:۔

(ا) پہلے ہی کی نارضامندی کی وجہ سے منسوخ ہو جانا۔

(ب) جبکہ ناجائز اقرار نامہ ہو جائے۔ مثلاً ممنوع شخصیتوں کے مابین۔

اسلام نے شروع ہی سے شادی کو سول معاہدہ تصور کیا ہے۔ اور یہ طرفین کی آزادانہ مرضی پر منحصر ہے۔ لیکن یہ اقرار نامہ ہمیشہ پختہ مقدس رسم سمجھا گیا ہے بغیر کسی معقول وجہ کے اسکو توڑا نہیں جاتا۔

اگرچہ خاوند کو طلاق دینے کا اختیار دیا گیا ہے لیکن وہ اسکو اپنی تلون مزاجی کے سبب عمل میں نہیں لا سکتا۔ بلکہ کئی شرائط اور پابندیاں اس پر عائد کی گئی ہیں۔ خاوند اور بیوی کی ناموافقت کی صورت میں دو آدمیوں کی کمیٹی۔ ایک خاوند کے خاندان سے اور ایک بیوی کے خاندان سے۔ دونو کا بیان لیتی ہے اور انکے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرتی ہے۔ شادی تب ہی منسوخ کی جاتی ہے جبکہ صلح کرانیکے تمام ذرائع عمل میں لا کر ناکام ہو چکتے ہیں۔ شادی کی منسوخی کے بعد خاوند کو بیوی کا حق مہر دینا پڑتا ہے۔ جو خاوند کے بغیر کسی معقول وجہ کے طلاق دینے کے اختیار کا کافی انسداد کرتی ہے۔ برادری طلاق کو عام طور پر زیادہ پسندیدہ نظر سے نہیں دیکھتی وہ طلاق دینے والے خاوند کو شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یہ مانی ہوئی بات ہے کہ مغرب کی نسبت اسلامی ممالک میں طلاق کی بہت ہی کم تعداد ہوتی ہے۔ ممالک متحدہ کی تازہ مردم شماری کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ ہر آٹھ شادیوں کے مقابلہ میں ایک طلاق دیجاتی ہے اور سالانہ پچاس ہزار بچے قانون کے رو سے یتیم بنائے جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کی علمی ترقی

جس زمانہ میں دنیا کتابوں کے نام سے ناواقف تھی۔ عربوں نے دنیا کو کاغذ بنانا سکھایا۔ اور جب کہ کسی بڑے سے بڑے کتب خانہ میں ۲۰۰ سے زیادہ کتابیں نہ پائی جاتی تھیں۔ ہسپانیہ کے حکمران الحکم ثانی کے کتب خانہ میں چار لاکھ سے زائد کتابیں موجود تھیں ۔

یونان و ہند کی قدیم علمی کتابوں سے دنیائے جدید کو روشناس کرانیوالے عرب ہی تھے۔ جنہوں نے سنسکرت اور یونانی کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ کرکے ان کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ اگر عربوں نے یہ کام نہ کیا ہوتا تو یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ زمانۂ قدیم کی تمام حکمت اور ہندسہ اور نجوم اور فلسفہ کا آج نام و نشان نہ ہوتا ۔

علم طب میں یونانیوں کے کام کو انہوں نے ترقی دیکر ایک مستقل فن بنایا۔ وہ علم وظائف الاعضاء کے ماہر اور حفظان صحت کے اُستاد تھے۔ خواص الادویہ کا علم انکے پاس اسی حیثیت میں تھا۔ جو وہ آج یورپ میں رکھتا ہے۔ انکے جراح مشکل ترین عمل جراحی کر لیتے تھے۔ اور انکو کلوروفارم جیسی نشہ آور چیزوں کا استعمال بھی معلوم تھا۔ جبکہ یورپ کے لوگ بخار میں مبتلا ہوتے پر خانقاہوں کی طرف دوڑے جاتے کہ صحت کے لئے دعاؤں اور تعویذوں اور نذروں اور منتوں سے کوشش کریں۔ اسوقت مسلمان ہر مرض کا علاج ادویہ سے کرتے تھے ۔

علم کیمیا میں انہوں نے بڑے بڑے مفید مرکبات بنائے الکحل پوٹاس۔ گندھک۔ تیزاب وغیرہ انہیں کی ایجاد ہیں۔

ریاضی کے ہر شعبہ میں انہوں نے معتدبہ اضافے کیئے۔ بلکہ اسکی بعض شاخوں کی بنیاد ہی عربوں نے رکھی الجبرا تمام کا تمام عرب کا ایجاد ہے۔ حساب میں صفر انہی کی ایجاد ہے محمد بن موسیٰ نے Quadratic Equation کا حل کیا۔ عمر بن ابراہیم نے Cubic Equation کا حل بتایا علم المثلث Spherical کو جدید صورت عربوں ہی نے دی۔ چنانچہ موسیٰ نے کتاب Trigonometry پر لکھی۔ مساحت میں البغدادی نے ایک ایسی کتاب اپنی یادگار چھوڑی ہے۔ جسکو دیکھ کر بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ خود اقلیدس کی گمشدہ کتاب ہے ۔

علم نجوم میں اُنہوں نے ستاروں کے نقشے بنائے۔ انکو وہ نام دیئے جن سے وہ آج تک موسوم ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے زمین کی پیمائش کی۔ سال کی میعاد مقرر کی۔ بڑی بڑی رصد گاہیں بنائیں اور آلات رصد ایجاد کیئے۔ ہر قسم کی گھڑیاں بنائیں۔ اور پنڈیم کا استعمال بھی پہلے پہل عربوں ہی نے کیا ۔

علم طبعیات کو لیجئے۔ کشش زمین کا تخیل۔ جو نیوٹن کا نظریہ سمجھا جاتا ہے۔ ان میں موجود تھا۔ وہ ان قوانین سے آگاہ تھے۔ جن کے ماتحت اشیاء زمین کی طرف گرتے ہوئے زیادہ رفتار حاصل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتی جاتی ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے اجسام کے اوزان نوعی Specific gravity معلوم کیئے۔ اور پانی میں ڈوبنے اور تیرنے والے اجسام کے حالات و خواص پر کتابیں تصنیف کیں۔ العروس و انحراف نور سے وہ واقف تھے۔ اور انہوں نے یونانیوں کی اس غلطی کو معلوم کیا۔ کہ روشنی آنکھ سے نکلکر کسی جسم پر پڑتی ہے۔ جس سے وہ جسم نظر آتا ہے۔ اور اس کے برعکس یہ نظریہ پیش کیا۔ کہ روشنی کسی جسم سے آنکھ میں آکر اس جسم کو ظاہر کرتی ہے۔ ابن حزم نے سب سے پہلے یہ بتایا کہ کُرہ ہوائی میں سے روشنی خط مستقیم کی بجائے خط منحنی پر جاتی ہے۔ اور اسی لئے ہم آفتاب و ماہتاب کو طلوع سے پیشتر اور غروب سے بعد بھی دیکھتے ہیں +

کاشتکاری میں عربوں نے دنیا کو بڑے بڑے فائدے پہنچائے۔ یورپ میں انہوں نے ایشیا و افریقہ کے مفید درخت پہنچائے۔ جو عربوں کے زوال کے ساتھ ہی وہاں سے معدوم بھی ہو گئے۔ انکو پیوند لگانے میں خوب مہارت تھی +

جہاز رانی میں وہ دُنیا کے اُستاد تھے۔ جغرافیہ و تاریخ کی سب سے پہلی علمی کتابیں عربوں نے مدون کیں۔ اور ان علوم کو مستقل حیثیت دی۔ چنانچہ آج بھی فلسفہ تاریخ کی کتاب مقدمۂ ابن خلدون کو جو درجہ حاصل ہے۔ وہ کسی اور کتاب کو نہیں۔ اور وہ اس علم کی اُمہات اصول یعنی (classics) میں شمار ہوتی ہے +

دقت نظر سے غور کرنیوالے مؤرخین کا خیال ہے۔ کہ بہت سے وہ نظریئے جو اُنیسویں اور بیسویں صدی کی ایجاد خیال کیئے جاتے ہیں۔ عربوں کو انکا علم تھا۔ یہاں تک کہ نظریۂ ارتقا میں ان کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ بلکہ اس کی تعلیم تو اُن کے مدارس میں بھی عام تھی۔ جغرافیہ ان کے سکولوں میں ہمیشہ کُرہ ارض کے ماڈل پر پڑھایا جاتا تھا۔ تاریخ کی مستند ترین کتاب مورخین کی تاریخ بتاتی ہے۔ کہ سیلر و باسکو نے بطلیموس کی بجائے البلانی سے اپنی کتاب کے لئے مواد حاصل کیا تھا۔ جس کی مدد سے اس نے یہ ثابت کیا۔ کہ زمین گول ہے۔ ابن حزم کی کتاب سے کیلر نے انحراف نور کا تخیل لیا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ خود نیوٹن نے بھی عربوں ہی سے کشش زمین کا خیال لیا ہو۔ نہ کہ سیب گرنے کے مفروضہ واقعہ سے اس لئے کہ محمد بن موسیٰ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کو اس قسم کے ایک ہمہ گیر قانون کا علم تھا + (اشاعت اسلام لاہور جلد ۱۲ نمبر ۹)

احباب کرام! ریویو اردو کے خریدار بڑھانے کے لئے خاص توجہ فرمائیں نیازمند المکل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحقیق مسئلہ نبوت

بربناءِ

رشحات قلم جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے ایل ایل بی

پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(سابق ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان)

"میں تم کو خدا کی قسم دیکر کہتا ہوں کہ آؤ سب سے پہلے ایک بات (یعنی مسئلہ نبوت (خاکسار مرتب) کا فیصلہ کرلو۔ اور جبتک وہ فیصلہ نہ ہوجائے دوسرے معاملات کو ملتوی رکھو۔۔۔۔ جسقدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں۔"

(نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق ص)

ضرورت انبیاءؑ

(۱) "اسمیں کوئی شک نہیں کہ محض نظارۂ قدرت سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل پیدا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے پے در پے نبی اور رسول بھیجنے سے یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبی کے ظہور کے کچھ مدت بعد وہ ایمان دلوں سے اُٹھ جاتا تھا۔ اور اس لئے پھر دوسرا نبی اس ایمان کو از سر نو تازہ کرنے کیلئے بھیجا جاتا تھا۔

ایک انبیاءؑ کے سلسلہ کو ماننے والے کیلئے اس سے زیادہ واضح ثبوت اس بات کا اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سُنت چلی آئی ہے کہ جب کبھی دنیا کے لوگ خدا سے بالکل قطع تعلق کرکے دنیا پر جھک پڑے۔ اور انکے دلوں سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ایمان اور کامل یقین گم ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی بعثت سے ہی اسکا علاج کیا۔ اور یہ کبھی نہیں ہُوا کہ ایسے وقت میں کوئی انسانی کوشش کبھی کارگر ہوئی ہو۔

ضرورت بقاءِ سلسلہ بعثت انبیاءؑ

اس سے ایک غور کرنے والی طبیعت سمجھ سکتی ہے کہ وہ کونسی چیز ہے جس کا وجود نبی کی زندگی میں اور اسکے کچھ عرصہ بعد تک تو پایا جاتا ہے مگر پھر وہ مفقود ہوجاتی ہے۔ جسکے لئے اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ سے نئے نبی کے بھیجنے کی ضرورت پیش آتی رہی؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سوال کا جواب دینے کیلئے سب سے اوّل اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ وہ کونسے ذرائع ہیں جن سے نبی دنیا کی اصلاح کرتا ہے اور کس طرح سے اسکے ساتھ ہو جانے والوں کے دلوں میں قوّت ایمانی پیدا ہوتی ہے سو اس سوال کا جواب ہر ایک اہل مذہب کو یہی دینا پڑیگا کہ نبی کے ذریعہ سے وہ خارق عادت نشان ظاہر ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل پیدا کرتے ہیں اور انکے مشاہدہ سے اسکے پیروؤں کے دلوں میں ایک نور پیدا ہوتا ہے اور انکا ایمان اللہ تعالیٰ کی ہستی اور عالم آخرت پر بصیرت کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے مگر نبی کے زمانہ کے کچھ مدّت بعد بہت سے وہ نشان جو اس زمانہ میں مشاہدہ کیئے گئے تھے قصہ اور کہانی کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ اور اس لئے پیچھے آنے والے لوگوں کا ایمان بھی سوائے تھوڑوں کے بصیرت کے درجہ سے گر جاتا ہے اور پھر ایمانی کمزوریاں پیدا ہو کر اعمال میں فرق آجاتا ہے ...... مثال کے طور پر نبی کے وجود کو آفتاب سے مشابہت دے سکتے ہیں۔ کیونکہ جیسے ایک کا وجود دنیا میں نور پھیلاتا ہے دوسرے کا وجود روحانی انوار اور برکات کا ذریعہ ہوتا ہے۔ پس جس طرح آفتاب کے غروب ہو جانے کے بعد محض گذشتہ آفتاب کے انوار کے قصے واقعی روشنی پیدا نہیں کر سکتے اسی طرح نبی کے نشانات جب مشاہدہ کی حد سے گذر کر قصہ اور کہانی کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں تو ان قصوں اور کہانیوں سے نور ایمان پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ آفتاب نبوّت ظہور کر کے دوبارہ اسکی تیز شعاعیں تمام تاریکیوں کو پاش پاش نہ کر دیں۔ یہ خدا کی سُنّت لاتبدیل ہے ...... ایسے ہی ایک نفس زکیہ کی ضرورت اس زمانہ میں بھی تھی کیونکہ اس زمانہ میں لوگوں کے نفسانی جذبات حد سے گذر گئے اور ایمان گویا بالکل ہی دنیا سے اُٹھ گیا پس خدا نے اپنی قدیم سُنّت کے مطابق ولن تجد لسنّۃ اللّٰہ تبدیلا ایک شخص کو اسی طرح پر مامور فرمایا۔"

کوئی وجہ نہیں کہ اب وہ سلسلہ بند ہو

"...... کوئی وجہ نہیں بتائی جاتی کہ خدا نے اِسوقت وہ اپنی سُنّت قدیمہ کیوں بدل دی۔ اور کیوں اِس سخت ایمانی کمزوریوں کے وقت میں کسی ایسے شخص کو مبعوث نہ فرمایا جیسے وہ ہمیشہ سے مبعوث فرماتا رہا تھا۔

اب نہ صرف سلسلۂ بعثت انبیاء کو بند بتایا جاتا ہے بلکہ مکالمہ الٰہیہ کے متعلق ہی انکار کیا جاتا ہے

بلکہ اس سے بھی بڑھکر تمام مذاہب اس بات سے بھی انکار کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ اب اس زمانے میں کسی بشر سے ہمکلام ہو جیسا کہ وہ پہلے ہؤا کرتا تھا۔ گویا نعوذ باللہ زمانہ کے بدلنے کے ساتھ وہ لاتبدیل خدا بھی بدل گیا" (رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ اردو جلد چہارم بابت ۱۹۰۵ء صفحہ ۴۶۶-۴۶۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) خاتم النبیین کے سچے معنی

"یہ سلسلہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے۔ اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جسکو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خداوند تعالیٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگین ہو کر آپ کے اخلاق کامل سے ہی نور حاصل کرتے ہیں۔ انکے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا کیونکہ وہ گویا اسی وجود مطہر اور مقدس کے عکس ہیں۔ مگر عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ سے چھ سو سال پہلے نبی ہو چکے تھے دوبارہ آئیں گے جس سے ختم نبوت کا ٹوٹنا لازم آتا ہے۔ ایسا ہی یہ سلسلہ اس اُمت کو خیر الامم کہتا ہے۔ اور اس لئے اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ اسکے مصلح اسی میں سے پیدا نہ ہوں بلکہ باہر سے آئیں۔ کیونکہ جب اشرار اس اُمت میں سے ہیں تو پھر اس سے بڑھکر اور کیا مصیبت اس امت کیلئے ہوسکتی ہے کہ اخیار اسمیں سے پیدا نہ ہوں بلکہ باہر سے آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت آپ کے کسی بروز [عــلہ] کو آنے سے نہیں روکتی۔ البتہ آپ کے بعد شریعت کوئی نئی نہیں آسکتی۔" (ایضاً صفحہ ۱۸۶)

(۳) اب حضرت عیسیٰ یا کسی اور گذشتہ نبی کے دوبارہ آسکنے میں انکا نبوت کو آپ کے واسطہ کے بغیر پانیوالے ہونا مانع ہے۔

"خدا کی طرف سے کوئی انوار اور برکات نازل نہیں ہوتے جبتک کوئی سچے دل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔ یہی وہ اصول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی گذشتہ نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کے مانع ہے۔ کیونکہ وہ نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حاصل کر چکے ہیں۔" (ایضاً صفحہ ۲۴۲)

عــلہ "حضرت مسیح علیہ السلام مقدس تاریخ میں پہلے بزرگ ہوئے ہیں جنہوں نے مسئلہ بروز کی حقیقت اور الہامی اصطلاح میں نزول ثانی کے فلسفہ کو منکشف فرمایا۔" "اور اپنے صدق کی دلیل یہ ٹھیرائی کہ ایک شخص کے نزول ثانی سے مراد یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص اسکی روحانیت اور قوت قدسی پا کر مبعوث کیا جائیگا۔" (جلد ششم صفحہ ۹۲) (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحفہ گولڑویہ صفحہ ۹۷ و ۱۲۷ پر فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰؑ کے بھی بروز ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کے بھی۔ اور اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں فرمایا ہے کہ یوشع نبی حضرت موسیٰؑ کا بروز تھا اور تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷ پر فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے ایک بروز تھے اور اشتہار تبلیغ الحق اور نیز کشتی نوح میں فرمایا ہے کہ حضرت یحییٰ حضرت الیاس کے بروز تھے۔ غرض بروز ہونا نبی ہونے کے منافی نہیں ہے) خاکسار مرتب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واضح کریں۔ واللہ الموفق ✤

مروجہ کتاب الدعا کا مخرج "ریفارمیشن" ہے جیسا کہ ایف۔ای۔ایم۔اے۔ایف۔ایس۔اے لکھتا ہے "سب سے اہم کام جو ریفارمیشن کے دنوں میں کیا گیا اور انگلینڈ کے تمام بڑے اور چھوٹے گرجوں میں ایک مکمل کتاب لدعا کا اجبارًا رائج کرنا تھا"۔ اس سے انگلینڈ کو دو فائدے حاصل ہوئے۔

(۱) اب تک تمام کتابیں لاطینی میں لکھی جاتی تھیں مگر اب اس کی جگہ انگریزی مستعمل ہوئی۔

(۲) اس سے پہلے دعا کے لئے مختلف کتابیں استعمال کی جاتی تھیں۔ مگر اب انکا خلاصہ اور نچوڑ ایک ہی کتاب میں جمع کر دیا گیا۔

کریسمر نے انگریزی میں خطبات کی تالیف اشاعت ۱۵۴۴ء میں کی۔ سو پہلی کتاب الدعا (جو انگریزی میں لکھی گئی) ۱۵۴۸ء میں تیار ہوئی تھی اور پارلیمنٹ کے دونو دیوانوں سے ۲۱ جنوری ۱۵۴۹ء تک "ایکٹ آف ریفارمیشن" کی شکل میں ہو کر جلدی ہی جاری ہو گئی۔ ۱۵۵۲ء میں اس پر پھر نظر ثانی کی گئی۔ اور پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعہ اسی سال پبلک میں لائی گئی۔ مگر یہ بھی تسلّی بخش ثابت نہ ہوئی اور صرف آٹھ مہینہ تک مروّج رہی۔ ایڈورڈ ششم کی وفات پر (۶ جولائی ۱۵۵۳ء) ملکہ میری نے اسکو منسوخ کر کے پھر پرانی لاطینی دعاؤں کو جاری کر دیا۔ مگر الزبتھ نے اسکو پھر ۱۷ نومبر ۱۵۵۸ء کو دوبارہ جاری کر دیا۔ پیورسٹینٹر کی طرف سے کتاب الدعا کے متعلق عدم اعتمادی کی ایک زبردست صدائے احتجاج جسکو ملکہ الزبتھ نے اپنے مضبوط ہاتھوں سے دبا یا تھا پھر ۱۶۰۳ء میں جیمز I کی تخت نشینی کے موقعہ پر بلند ہوئی۔ اسلئے یہ کتاب جنوری ۱۶۰۳ء کو ہیمپٹن کورٹ میں پھر تبدیل کی گئی۔ ۱۶۴۵ء میں یہ شورش ۱۵ سال کیلئے بالکل دبا دی گئی۔

۱۶۶۰ء میں چارلس II کی بحالی پر کتاب الدعا کامل طور پر پھر بحال کر دی گئی۔ مگر اپنی اصل شکل میں نہیں۔ نان کنفارمسٹ پارٹی نے بادشاہ کو مجبور کیا کہ وہ یا تو بالکل ہی کتاب مذکور کو اڑا دے یا ان مقامات کو جن پر انکو اعتراض تھا کتاب میں سے نکال دیا جائے۔ جسکے نتیجہ میں ایک کمیٹی "سیوائے کانفرنس" کے نام پر ۱۶۶۱ء میں بیٹھی اور اسکی ترمیم کردہ کتاب بادشاہ کی اجازت سے (جو ۱۹ مئی ۱۶۶۲ء کو ملی) ۲۴ اگست ۱۶۶۲ء کو جاری ہوئی یہ وہی کتاب ہے جو اب تک رائج ہے۔ اگرچہ اس میں متعدد مرتبہ تبدیلیاں ہو چکی ہیں پھر بھی کہا جاتا ہے کہ ۲۰۰۰ پیورٹین پادریوں نے سینٹ بارتھولومیوڈے کے موقعہ پر اپنے عہدوں سے اسلئے استعفٰی دیدیا کہ وہ مبدّل کتاب کو قبول کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس واقعہ کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخری زمانہ کیلئے ایک نبی کا وعدہ

(۴) "دنیا میں جتنے بڑے بڑے مذاہب موجود ہیں وہ سب آخری زمانہ میں ایک مصلح۔ شفیع۔ مہدی یا مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ اس انتظار کی بنا ان پیشگوئیوں پر ہے۔ جو خود بانیٔ مذہب کے مُنہ سے نکلی ہوئی ہیں ..... یہ تمام پیشگوئیاں اس امر میں متفق ہیں کہ پیغمبر آخر زمان کا نزول ایسے زمانہ میں ہوگا جبکہ دنیا پرستی اور طرح طرح کے مفاسد کی افواج ایسے زور شور سے جمع ہوجائینگی جسکی نظیر کسی پہلے زمانہ میں نہ گذری ہو" (ایضاً جلد ششم صفحہ ۸۱)

(۵) " ہر مذہب بیان کرتا ہے کہ موعود پیغمبر کے نزول کیساتھ نیکی اور بدی اور خدا پرستی اور دنیا پرستی کے درمیان ایک سخت خطرناک جنگ ہوگا۔ اور آخرکار حق پرستی اور راستی کی افواج فتح پائینگی" (ایضاً)

(۶) " اور چونکہ یہ فتنہ ہر چہار اکناف عالم میں پھیل چکا ہے اسلئے یہی وہ آخری زمانہ ہے جسمیں موعود نبی کا نزول مقدر تھا" (ایضاً صـ۸۳)

(۷) " پیشگوئی کے بیان میں اوپر یہ ذکر آچکا ہے کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رجل من ابناء فارس لکھا ہے" (ایضاً صـ۹۸)

(۸) "اُن ابتدائی اور خارجی امور کے فیصلہ سے اب ہم اس حالت میں ہو گئے ہیں کہ اس نبی آخر زمان کے دعویٰ کی تصدیق کو سمجھنے کیلئے اندرونی شہادت پر غور کریں" (ایضاً صـ۹۹)

آیت و آخرین منھم میں ایک نبی کی بعثت کی پیشگوئی

(۹) " فارسی الاصل (رجل من ابناء فارس) کے متعلق جو پیشگوئی وارد ہوئی ہے اسکی جڑ قرآن شریف میں موجود ہے چنانچہ سورۃ الجمعہ میں آیا ہے۔ ھوالذی بعث فی الامیّٖن رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکّیھم ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ۔ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ و اٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ ترجمہ۔ خدا تو وہ ہے کہ جس نے اُمّی لوگوں میں سے یہ رسول مبعوث کیا کہ انہیں اسکی آیات سنائے اور انہیں پاک بنائے اور کتاب و حکمت کی انکو تعلیم دے۔ گو وہ پہلے عیاں طور پر غلطی میں پڑے ہوئے تھے۔ اور نیز آخری زمانہ میں ایک ایسی قوم ہوگی۔ جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئی۔ وہ قوم بھی انہی لوگوں کے ہمرنگ ہوگی اور ان میں بھی اسی طرح نبی مبعوث ہوگا جو انہیں خدا کی آیات سُنائیگا اور انہیں پاک بنائیگا اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیگا۔ اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔" (ایضاً صـ۹۶)

(۱۰) " آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے انہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئے ہیں جو مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہیں۔" (ایضاً)

آنحضرتؐ کی دو بعثتیں اور اسم محمدؐ و احمدؐ میں انہی کی طرف اشارہ

(۱۱) "قرآن شریف اور حدیث نبوی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتیں یا دو ظہور ہیں۔ اور آپ کے دو ناموں محمدؐ اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم میں انہی دو بعثتوں کی طرف اشارہ ہے۔" (جلد ۸ صفحہ ۱۸۴)

آیت ھو الذی ارسل رسولہٗ کا مصداق رسول مسیح موعودؑ ہے

(۱۲) "سلسلہ احمدیہ اس غرض کو پورا کرنا چاہتا ہے جو قرآن شریف میں مسیح موعود کے آنے کی غرض بتائی گئی ہے۔ یعنی دین اسلام کو کل دینوں پر غالب کرنا ..... اسی غلبۂ اسلام کے متعلق جسکو مسیح موعودؑ کی آمد کی غرض ٹھیرا گیا ہے قرآن کریم فرماتا ہے ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ اس آیت کے متعلق یہ مانا گیا ہے کہ یہ غلبہ مسیح موعودؑ کے وقت میں ہوگا۔" (جلد پنجم صفحہ ۱۸۳)

غرض مذہب اور اسکے حصول کا ذریعہ سلسلہ احمدیہ کے وجود میں

(۱۳) "میں نے اسی اکتوبر کے رسالہ میں یہ دعویٰ کیا تھا کہ اگر مذہب کی غرض خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین کامل اور زندہ ایمان پیدا کرنا ہے تو اس غرض کو آج روئے زمین پر سلسلہ احمدیہ کے سوا اور کوئی پورا کر ہی نہیں سکتا اس دعویٰ کو آج کچھ بسط اور دلائل کے ساتھ میں لکھنا چاہتا ہوں۔

سب سے اوّل یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے دو باتوں پر زور دیا ہے۔ اوّل یہ کہ لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان لائیں۔ اور دوسرا یہ کہ اسکی نبوت کو اور اسکے منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کرلیں۔ چنانچہ قرآن شریف کے پڑھنے والے پر یہ امر پوشیدہ نہیں۔ ان میں اوّل الذکر امر تو اسکے مشن کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ اور ثانی الذکر کا تسلیم کرنا اسواسطے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا پر زندہ ایمان بغیر نبی کو ماننے کے پیدا نہیں ہوسکتا۔ جسطرح آج نادان معترض اعتراض کررہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپکو نعوذ باللہ خدا کے برابر ٹھیرا تے ہیں اسی طرح عیسائیوں نے بھی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا ہے کہ اپنے آپکو نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کے برابر بنانا چاہا ...... سو یاد رکھنا چاہیئے کہ بعینہٖ اسی قدیم سنّت الٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا ہے۔"

(جلد چہارم صفحہ ۴۶۵ و ۴۶۶) ایضاً

سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد

(۱۴) "سلسلہ احمدیہ کا اہم مقصد اور اس مشن کی اصل غرض دنیا میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان کو از سر نو زندہ اور تازہ کرکے انسان کو پاکیزگی کی راہوں پر چلادے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور گناہ سے نجات پانے کی راہ بتا دے اس سلسلہ کا یہ دعویٰ ہے کہ صرف اسی میں شامل ہو کر انسان ان راہوں کو پا سکتا ہے اور اس دعویٰ کی تشریح یوں کی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان صرف ایک مُنہ کی بات ہے جب تک کہ دل اُس صداقت کے تیقن سے بھرا ہُوا نہ ہو جس کا اقرار مُنہ سے کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر قدرت کے ملاحظہ سے بھی دلائل پیدا ہوتے ہیں۔ مگر یہ دلائل صرف اس منطقی نتیجہ تک انسان کو پہنچا سکتے ہیں کہ خدا ہونا چاہیئے۔ مگر اس خدا کو پہچاننا اور یقین سے جان لینا کہ واقعی وہ ہے بھی۔ یہ ایک بالکل الگ امر ہے اور اس کا حصول صرف اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی قدرت اور علم کے خارق عادت نمونے دیکھے جاویں۔ جن کا اظہار صرف انبیاء و رسل کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور ہوتا رہا ہے۔ اور قدیم سے یہی سُنّت الٰہی چلی آئی ہے کہ خدا تعالےٰ ایسے اوقات میں جب زندہ ایمان لوگوں کے دلوں سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اپنے انبیاء کے ذریعہ اپنی عظیم الشان قدرتوں کا اظہار بذریعہ خارقِ عادت نشانوں کے کر کے اپنی ہستی کا یقین لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے جس سے انکی زندگی میں ایک پاک تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ ایسی ہی ضرورت اس زمانہ میں ہے۔ کیونکہ گذشتہ انبیاءؑ کے نشان بطور قصّوں کے ہو گئے ہیں" (ایضاً۔ جلد پنجم صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳)

(۱۵) سِلسلہ احمدیہ کی حیثیت اسلام میں

"The ahmdiyya movement Stands in The Same Relation to Islam in which christianity Stood to Judaism"

یعنی سلسلہ احمدیہ اسلام کے ساتھ وہی نسبت رکھتا ہے جو عیسائیت کو یہودی مذہب کے ساتھ تھی۔ (رسالہ احمد (انگریزی) کا آغاز)

"سلسلہ احمدیہ اسلام میں اس تحریک کے بالمقابل واقع ہے جو یہودی مذہب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ شروع ہوئی" (ریویو اُردو۔ جلد پنجم۔ صفحہ ۱۶۳)

(۱۶) مسیحؑ اوّل اور مسیح موعودؑ کا ایک ہی حلیۂ نبوّت میں آنا ضروری تھا

"جس رنگ و روپ میں موسوی خلیفۂ آخر الزمان آیا تھا وہی رنگ و روپ سلسلہ عالیہ محمدیہ کے آخری موعود خلیفہ کا بھی ہونا ضروری تھا..... اور وہ نبوّت کا حلیۂ نبوّت میں نازل ہونا ضروری ہے" (جلد ۶۔ صفحہ ۴۷۰ و ۴۷۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت

(۱۷) "قرآن شریف نے جو امتیازی نشان سچے اور جھوٹے کے درمیان قائم کیا ہے اسکی رو سے حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو پرکھو۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ اعتراض کرتے وقت تو عیسائی اور اس سلسلہ کے مخالف بڑی بڑی باریکیاں نکالتے ہیں۔ مگر اس موٹی بات کو نہیں سمجھتے کہ ایک مُدّعی نبوت میں کس امتیازی نشان کا پایا جانا ضروری ہے۔ جس سے اس کا حق پر ہونا کھل جائے۔ عیسائیوں کے ہاتھوں میں توریت موجود ہے۔ اور ہزاروں انبیاء کے نمونے انکی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔ مگر کبھی وہ اپنی بحث کو اس رُخ پر نہیں لائینگے کہ توریت نے وہ کونسا امتیازی نشان پیش کیا ہے اور ہزاروں انبیاء کی زندگی میں وہ کونسا امتیازی نشان پایا جاتا ہے جس سے نبی کی نبوت اور منجانب اللہ ہونے پر قطعی اور یقینی ثبوت ملتا ہے ...... اسی طرح پر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کے مخالفین استہزاء اور اعتراض کرنے اور گالیاں دینے میں تو ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کر رہے ہیں مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ قرآن شریف نے کونسا امتیازی نشان سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق کرنے کے لئے رکھا ہے آؤ اسکے رُو سے اس مُدّعی کے دعویٰ کو بھی پرکھیں۔ کوئی طالب حق ہوتا تو اسپر بڑی آسانی سے یہ بات کھل جاتی کہ کیوں قرآن شریف نے ایک دو سورتوں میں نہیں بلکہ بار بار اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ کیونکر خدا نے اپنے نبیوں کو اسوقت جب کوئی انکا مددگار اور معاون نہ تھا اور چاروں طرف مخالف ہی مخالف تھے کامیابیوں کے وعدے دیئے اور آخر دشمنوں کی تمام کوششوں کو نامراد کر کے اپنی نصرت کے وعدوں کو پورا کیا۔" (جلد چہارم۔ صفحہ ۴۶۴)

(۱۸) حضرت مسیح علیہ السلام کے دعویٰ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے منہاج نبوت پر اگر کوئی شخص چلے تو ایک لمحہ کیلئے بھی اسکے دل میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ گذشتہ مذہبی تاریخ پر نظر ڈالکر غور کرو کہ جن لوگوں نے کسی مُدّعی نبوت کو قبول کیا انہوں نے کس دلیل اور کن دلائل پر قبول کیا۔ اور جنہوں نے انکار کیا انکا انکار کس بنا پر تھا۔" (جلد ۶۔ صفحہ ۲۷۴)

(۱۹) جھوٹے مُدّعی نبوت کو نصرت نہیں دیجاتی۔ بلکہ اسے ہلاک کر کے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے ...... اس طرح مرزا صاحب کے ساتھ نہیں کیا۔ پس جس شخص کے ساتھ خدا تعالےٰ اپنی کتاب کے مقرر کردہ قوانین کی رُو سے جھوٹوں والا سلوک نہیں کرتا بلکہ صادقوں اور اپنے سچے رسولوں والا سلوک کرتا ہے اسکی صداقت پر شبہ کرنا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنا ہے اسکے اور کلام کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت کسی کی صداقت کا نہیں ہوسکتا۔ اور اگر یہ ثبوت کافی نہیں تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر کسی نبی کی نبوّت ثابت نہیں ہو سکیگی؟" (جلد ہفتم۔ صفحہ ۲۹۴)

(۲۰) خواجہ غلام الثقلین صاحب نے چار اصول سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے پرکھنے کیلئے قائم کیئے تھے یعنی عدل و انصاف۔ کفائیت شعاری۔ سعی و محنت۔ اور اتفاق قومی۔ میں نے انکی اس بحث کی غلطی کو ظاہر کر کے دکھا دیا تھا کہ یہ وہ اصول نہیں جو کلام ربّانی میں حق اور باطل کے درمیان امتیازی نشانوں کے طور پر قائم کیئے گئے ہوں۔ نہ ہی ان باتوں پر زور دیکر ہم کسی مفید نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں بلکہ امتیازی نشان سچّے اور جھوٹے مُدعی نبوّت میں وہ ہے جسکو قرآن کریم نے اسی تختہ اور حتمی وعدہ کے رنگ میں بیان کیا ہے کہ انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا"۔ (جلد پنجم۔ صفحہ ۴۲۷)

(۲۱) "میری بحث تو یہ ہے کہ نصرت اور تائید اس طرح پر جو سلسلہ نبوّت کے ساتھ خاص ہے جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی۔ سو آپ اسکا جواب دیں۔ سچّے اور جھوٹے مدعی نبوّت میں امتیازی نشان خواجہ صاحب نے نہیں بتایا؟" (جلد پنجم۔ صفحہ ۴۳۱)

(۲۲) "آپ (خواجہ غلام الثقلین صاحب) ایک مُدعی نبوّت کے خلاف میدان میں نکلے تھے" (ایضاً ص ۴۳۱)

(۲۳) "خواجہ غلام الثقلین نے ان اصول کے قائم کرتے میں جنکے رُو سے وہ کسی مدعی نبوّت کے سچ یا جھوٹ کو پرکھنا چاہتے ہیں بڑی بھاری غلطی کھائی ہے؟" (جلد چہارم صفحہ ۳۹۵)

(۲۴) "کچھ عرصہ ہُوا یہی دلیل حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی میں نے خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر رسالہ عہد جدید کے ایک اعتراض کے جواب میں پیش کی تھی۔ جسپر گھبرا کر پہلے تو خواجہ صاحب نے یہ لکھدیا کہ یہ کوئی دلیل صداقت ہی نہیں..... لیکن اصل بات یہ ہے کہ جو شخص خوف خدا کو دل میں لیکر قرآن کریم کو پڑھتا ہے وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اقتداری پیشگوئیاں سب سے روشن تر ثبوت ایک مُدعی نبوّت کی صداقت کا ہیں؟" (جلد ششم صفحہ ۲۷۰)

(۲۵) "اگر یہ سوال کیا جائے کہ جھوٹے اور سچّے میں کیا فرق ہے تو اسکا جواب نہایت صاف ہے کہ جھوٹا مُدعی نبوّت یا تو پہلے ہی سرسبز نہیں ہوتا اور ناکام و نامراد مر جاتا ہے۔ یا اگر ابتداء میں کچھ لوگ اسکے ساتھ شامل بھی ہوں تو وہ سلسلہ جلدی سے تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اسکی نظیریں گذشتہ زمانہ کو چھوڑ کر خود اس زمانے میں ہماری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں..... مگر سچّے کو اللہ تعالےٰ کبھی ضائع نہیں کرتا اور ہر قسم کے ابتلاؤں کی آندھیوں کے درمیان وہ محفوظ رہتا ہے...... پس یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ الٰہی سلسلے کا یہ بڑا بھاری نشان ہے کہ وہ ہر طرح کی مخالفتوں پر غالب آتا ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی مخالف اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بلکہ جو اس سے بگاڑتا ہے وہ خود نقصان اُٹھاتا ہے۔ اب ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے پورا زور لگایا ہے۔ مگر کیا اسکی مخالفت سے اس سلسلہ کا کچھ بگڑا؟ ..... اسکی مخالفت اس الٰہی سلسلہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ خدا اسکو غالب کر رہا ہے اور غالب کر کے دکھا دیگا۔ اور ایسے مرتدین یا مخالفین کے تمام اعتراضوں کا جواب اسی سُنّت کے مطابق دیگا جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ابتک سُنّت رہی ہے۔" (جلد پنجم۔ صفحہ ۲۷۵)

(۲۶) "ڈوئی پر طرح طرح کی تباہیاں لاتے اور پھر انجام کار اسے غایت درجہ کے دُکھ اور حسرتوں کے ساتھ ہلاک کرنے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فیصلہ کو ظاہر فرمایا ہے۔ جسکی اطلاع اس نے اپنے مُرسل کو کئی سال پہلے دی تھی۔ یہ وہ خدائی فیصلہ ہے جو خدا کے ایک سچے مُرسل اور مامور کو ایک کذّاب اور مفتری سے الگ کرتا ہے اور صادق اور کاذب مُدّعی نبوّت میں فرق کر کے دکھاتا ہے۔" (جلد ششم۔ صفحہ ۱۳۹)

حضرت مسیح موعودؑ مُدّعی رسالت

(۲۷) "کیا جائے تعجب نہیں کہ ایک شخص جو اسلام کا حامی ہو کر مُدّعی رسالت ہو اور اسلام کی صداقت کو تمام دنیا میں ثابت کر رہا ہو۔ اور تمام عقائد باطلہ کی تردید کر رہا ہو اسپر تو فتووں کا اسقدر جوش و خروش ہو کہ کھانا پینا اور سونا بھی حرام کر دیا جائے۔ اور جب ایک دوسرا شخص عیسائی مذہب کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو۔ اور بظاہر اپنے آپکو مسلمان کہتا ہو تو اسکی مخالفت کے لئے ایک سطر بھی نہ لکھی جائے۔ پھر جسکی مخالفت کی گئی تھی وہی کامیاب ہو اور دوسرا ہلاک ہو۔ اگر واقعی محض دعویٰ رسالت ہی مخالفت کا باعث ہوتا تو کیا وجہ تھی کہ چراغدین کی مخالفت نہ ہوئی۔ حالانکہ ابھی مولوی محمد حسین صاحب زندہ ہی ہیں۔" (جلد پنجم۔ صفحہ ۱۶۶)

(۲۸) "یہ بات بالکل سچ ہے کہ ایک مدعی رسالت کی صداقت کی اس سے بڑھکر زبردست شہادت اور کوئی نہیں ہو سکتی ..... ہم اُمید کرتے ہیں کہ جن صاحب نے دلیل صداقتِ اسلام پر دی ہے اور جن صاحبوں نے اسے پسند فرمایا ہے وہ اپنی آنکھوں کے سامنے آج دوبارہ اسی دلیل کا نقشہ پیش ہوتا ہُوا دیکھ کر گھبرا نہیں جائینگے۔" (جلد ششم۔ صفحہ ۲۶۹)

حضرت مسیح موعودؑ نبی

(۲۹) "آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا۔ اور اسکو ہندوستان کے مقدّس نبی میرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا ہے" (جلد سوم۔ صفحہ ۱۱۴)

(۳۰) "چار اصول خواجہ غلام الثقلین نے اپنی طبیعت سے ایجاد کیئے ہیں۔ جنکی رُو سے وہ حضرت مرزا صاحبؑ کو پرکھنا چاہتے ہیں۔ عدل۱ و انصاف۔ کفایت۲ شعاری۔ سعی۳ و محنت۔ اور اتفاق۴ قومی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر میں خواجہ صاحب سے دو باتیں پوچھتا ہوں۔ اوّل یہ کہ آیا ایک متعصب آدمی جو ایک نبی کے خلاف رائے قائم کر چکا ہے جیسے آپ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف۔ اور عیسائی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر چکے ہیں۔ وہ ایسی مبہم باتوں میں ایک نبی کے خلاف اعتراض پر ہاتھ ڈال سکتا ہے یا نہیں"۔

(جلد ۴ صفحہ ۳۹۵)

(۳۱) "جب کبھی اللہ تعالیٰ دنیا کی اصلاح کیلئے کسی نبی کو مامور فرما کر بھیجتا ہے اور اسکے ذریعہ سے مخلص مومنین کی ایک جماعت کو اکٹھا کرتا ہے تو ساتھ ہی بعض ایسے لوگ بھی خدائی جماعتوں میں شامل ہو جاتے ہیں جنکے ایمان کچے اور دل کمزور ہوتے ہیں .... اور ایک جماعت ایسی بھی ہوتی ہے جو مُنہ سے ایمان کا اقرار کرتے ہیں مگر انکے دلوں میں نور ایمان نے جگہ پیدا نہیں کی ہوتی ..... ہرقل والی حدیث پر بھی اگر غور کیا جاتا تو ہمارے علماء یہ ٹھوکر نہ کھاتے کہ ایک شخص کے ارتداد کو سلسلہ کے باطل ہونے کی دلیل بیان کرتے ..... اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ کوئی شخص بھی مرتد نہیں ہوتا بلکہ ایسا شخص جسکے دل میں نور ایمان داخل ہو چکا ہے اور دل سے تمام تاریکیوں کو دُور کر چکا ہے اور اسے نبی کے متعلق انشراح صدر ہو چکا ہے وہ مرتد نہیں ہوتا۔ اب اگر اس کسوٹی پر عبد الحکیم خاں کو پرکھا جائے تو وہ پورا نہیں اُتر سکتا"۔ (جلد پنجم۔ صفحہ ۲۷۱)

(۳۲) "اس میں کچھ شک نہیں کہ سپیریچوئلسٹ تکلف سے اپنے اندر وہ ربودگی کی حالت پیدا کرنا چاہتے ہیں جو نبی پر نزول وحی کے وقت منجانب اللہ طاری ہو جاتی ہے۔ خدا کے فضلوں میں سے جو اس سلسلہ میں شامل ہونے سے ہم لوگوں کو حاصل ہوئے ہیں ایک یہ بڑا فضل ہے کہ آج ایسے امور کے لکھنے کیلئے ہمیں اٹکلوں سے کام لینا نہیں پڑتا۔ بلکہ ان حالات کو ہم بچشم خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کوئی شخص جو اس سلسلہ میں شامل نہیں وہ دعویٰ سے اس مضمون پر قلم نہیں اُٹھا سکتا۔ کیونکہ وہ خود اس بات سے بیخبر ہے کہ نزول وحی کس طرح ہوتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ نزول وحی کے وقت عموماً انبیاء پر ایک حالت ربودگی کی طاری ہو جاتی ہے"۔ (جلد پنجم۔ صفحہ ۱۳۳)

(۳۳) (اس اعتراض کے جواب میں کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ کو کبھی کوئی دماغی مرض ہوا؟) "تمام مخالفین انبیاء علیہم السلام ہمیشہ انبیاء کو دیوانہ کہتے چلے آئے ہیں" (جلد ۵۔ صفحہ ۱۴۷) "الغرض کسی معمولی بیماری جیسے سردرد یا سر کو چکر آنا وغیرہ یہ کوئی ایسے امراض نہیں جنکی بنا پر کسی نبی کی نبوت باطل ہو سکے"۔ (جلد پنجم۔ صفحہ ۱۴۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳۴) "مسلمانوں کے سامنے دونوں قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ سچے نبی سے اسکے مکذبین نے کیا سلوک کیا اور جھوٹے نبی سے صادقوں اور راستبازوں نے کیا سلوک کیا۔ پہلی مثال کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں خاتم الانبیاء افضل الرسل حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر ہی غور کرلو اُن سے کفار نے کیا سلوک کیا..... وہ آیات قرآنی پر ٹھٹھے کیا کرتے تھے اور مجلسوں میں وحی الٰہی کا مشغلہ بنایا کرتے تھے جیسا کہ قرآن شریف ان کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے واذا رایت الذین یخوضون فی اٰیاتنا۔ آج مسیح موعودؑ کی وحی کو "خندہ اور ہذیانات اور بفوات" کہنے والے غور کریں۔"

(جلد پنجم۔ صفحہ ۳۱۴)

(۳۵) "یہ لوگ تحریروں میں اسقدر شوخی اور جرأت سے کام لیتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے الہامات کی تقسیم میں لکھا ہے کہ ایک حصہ میں ارحم الراحمین و احسن الخالقین اپنے بندوں کو..... آفات ارضی وسماوی کے انعامات کی بشارت دیتا ہے..... اگر آفات ارضی وسماوی کی خبر دینے سے کسی نبی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر کونسا نبی سچا رہیگا۔" (جلد پنجم۔ صفحہ ۳۱۴)

حضرت مسیح موعودؑ رسول

(۳۶) "آہ! عجب حالت ہے! ایک طرف تو یہ لوگ ہیں جو اس بات پر زور ڈالتے ہیں کہ مذہبی فرائض کی ادائگی کو پیسہ کمانے کیلئے بالکل ترک کر دینا چاہیئے۔ اور دوسری طرف خدا کا برگزیدہ رسول ہے جو اس شخص کو اپنے ساتھیوں میں نہیں سمجھتا جو دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا۔" (جلد چہارم۔ صفحہ ۶۹)

(۳۷) "قرآن کریم بھی اسی امر کی شہادت دیتا ہے جیسا کہ سورۃ الجن میں فرماتا ہے:۔ عالم الغیب فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الّا من ارتضیٰ من رسول۔ یعنی غیب کی تمام درتمام خبروں کو جاننے والی وہی ذاتِ پاک ہے جو اپنے غیب کا اظہار سوائے اپنے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی پر نہیں کرتا..... افسوس ہے کہ یہ موقع اسقدر گنجائش نہیں رکھتا کہ میں اسلام کی ان عظیم الشان پیشگوئیوں کا تذکرہ کرسکوں..... نہ ہی اس جگہ یہ گنجائش ہے کہ میں ان عجیب در عجیب پیشگوئیوں کا ذکر کروں جو آپ کے ایک سچے متبع پر اس زمانہ میں ظاہر کی گئیں اور پوری ہوئیں۔" (جلد پنجم۔ صفحہ ۲۶۵)

(۳۸) "یہ الفاظ ایسے وقت میں شائع کیئے گئے تھے جب ڈوئی کے عروج کا ستارہ اوج پر تھا اور یہ وہم بھی نہ ہوسکتا تھا کہ وہ ایسا ذلیل ہوجائیگا۔ ہاں اسکے انجام سے سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی واقف نہ تھا۔ اور اس نے جیسا کہ وعدہ فرمایا ہے کہ لا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الّا من ارتضیٰ من رسول اپنے ایک برگزیدہ رسول پر اس انجام کو ظاہر فرما دیا۔" (جلد ششم۔ صفحہ ۱۴۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انبیاء والی تجدید کے رُوسے یعنی نہ صرف تجدید دین بلکہ تجدید ایمان کے رُوسے بھی آپکا مجدّد ہونا

(۳۹) "تجدید کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی سُنّت قدیم سے اسکے متعلق کیا چلی آئی ہے؟ انبیاء کی تاریخ کو پڑھکر صاف پتہ لگتا ہے کہ تجدید اس طرح سے ہوتی ہے اور یہی سُنّت خدا تعالیٰ کی قدیم سے چلی آئی ہے کہ جب کبھی وہ زمین کو شرک اور فساد سے پُر دیکھتا ہے اور گناہوں کا سیلاب دنیا پر پھر جاتا ہے اور دنیا کے لوگ بکُلّی مُردار دنیا پر گر جاتے ہیں اور بیباکی اور شوخی سے ارتکابِ معاصی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے ایک خاص بندے کو چن لیتا ہے اور اسکو ہر طرح کی آلائشوں سے پاک رکھکر دنیا کی اصلاح کیلئے مامور فرماتا ہے۔ اور اپنے کلام سے اسکو مشرف کرتا ہے اور اپنے چمکتے ہوئے نشان اسکو دیتا ہے۔ تا وہ لوگوں کو راہِ ہدایت پر لاوے۔ پس ایسا انسان خدا تعالیٰ کے تازہ بتازہ نشان لوگوں کو دکھاتا ہے اور اس طرح پر انکے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکے تصرّف تام اور اسکے علم اور طاقت کے متعلق ایک زندہ یقین پیدا کرتا ہے جسکا نام ایمان ہے یہی وہ نعمت ہے جسکو پاکر انسان ہر ایک قسم کے معاصی سے بچ سکتا ہے اور یہی وہ دولت ہے جسکے کھوئے جانے سے انسان اللہ تعالیٰ سے الگ ہو کر شیطان کے تسلّط میں آجاتا ہے۔ پس جبتک دلوں میں یہ زندہ ایمان پیدا نہ ہو اسوقت تک ارتکابِ معاصی سے نفرت اور بیزاری بھی پیدا نہیں ہوتی۔ یہی تجدید دین و ایمان ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ایمان دلوں سے سلب ہو چکا ہوتا ہے۔ اور خواہ زبان پر خدا کا نام ہو بھی۔ تو بھی دلوں میں نہ اس کی ہستی کا یقین تام ہوتا ہے اور نہ ہی اسکی عظمت اور جلال کا نشان ہوتا ہے۔ جو شخص تاریخ انبیاء پر نظر غائر ڈالیگا وہ دیکھ لیگا کہ ہمیشہ سے یونہی تجدید دین ہوتی چلی آئی ہے اور یہ کام ہمیشہ سے انبیاء کرتے چلے آئے ہیں۔ انسانوں کو حقیقی نیکی اور پاکیزگی کی راہوں پر چلاتا۔ یہ فخر اسی قوم کو حاصل رہا ہے۔ اس اخیر زمانہ کیلئے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک عظیم الشان ضلالت کے وقت میں جو اخیر زمانہ میں ظہور میں آنیوالی ہے اپنے ایک نبی کو دین کی اصلاح کیلئے مامور کریگا۔ اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا۔ سو ایسا ہی ہُوا کہ عین اسوقت میں جب سب قومیں چلّا اٹھیں کہ موعود مصلح کے آنیکے سب نشان پورے ہو چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندے حضرت میرزا غلام احمد کو مامور فرمایا کہ وہ گم شدہ ایمان کو خدا تعالیٰ کے تازہ نشان مشاہدہ کرا کر دوبارہ دنیا میں قائم کرے۔ یہ مصلح سُنّت الٰہی کے مطابق اس تجدید اور اصلاح کے کام میں مشغول ہے۔ اور یہ اصلاح اور تجدید جو اسکے ذریعہ سے ہو رہی ہے اُسی طرح آہستہ آہستہ اپنا کام کر رہی ہے جس طرح تمام انبیاء علیہم السّلام کے وقت میں ہُوا۔ کہ آہستہ آہستہ لوگوں پر انکا اثر پڑتا گیا۔" (جلد پنجم۔ صفحہ ۲۱۴ و ۲۱۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ انبیاء جاری ہے اور حضرت مسیح موعودؑ اسی زمرہ میں سے ہیں نہ زمرہ محدثین میں سے

(۴۰) "خدا تعالیٰ کا قانون مستمرہ اور سنت جاریہ جو صحیح مذہبی تاریخ سے ثابت ہوتے ہیں اسی طرح پر واقع ہوئے ہیں کہ جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی ضعف چھا جاتا ہے اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت وتاثیر اور قوت جذب اور اعجاز و معجزہ نمائی اور زور دار براہین نہیں رہتیں تو اسوقت خدا تعالیٰ کمال فضل اور رحم سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ کہ جسکے مقدم خیر سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفوذ پاتی ہے اور مرجھائے ہوئے نخل ایمان پھر تروتازہ ہوجاتے ہیں۔

اسی قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء نازل فرماتا رہا ہے۔ پھر جب مسیحؑ سے چھ سو برس بعد عیسائی دین پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی۔ جسکو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر چکا ہے تو اسوقت خدا تعالیٰ نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پھر اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو قریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح موعودؑ کو قادیان میں نازل فرمایا ہے۔ جن کا نام نامی حضرت میرزا غلام احمد صاحب ہے۔" (جلد ششم۔ صفحہ ۱۹۱)

جس زمرہ میں سے آپ ہیں اسکا کوئی فرد تیرہ سو سال کے عرصہ میں نہیں ہوا

(۴۱) "قرآن شریف سورہ سجدہ میں لکھا ہے یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون ترجمہ۔ آسمان سے زمین تک امر کا انتظام کرتا ہے۔ پھر یہ امر اسکی طرف ایک دن میں چڑھیگا۔ جسکی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہوگی یہاں امر سے مراد دنیا کی اصلاح ہے کہ جس میں ایمان جو دنیا سے اٹھ گیا تھا دوبارہ زندہ ہوا۔ اور اس آیت کریمہ کی منشاء یہ ہے کہ وہ ایمان جو دنیا پر دوبارہ قائم ہوا ہے اسپر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ وہ بھی دنیا سے رخصت ہوجائیگا۔ اور آسمان پر اٹھا لیا جائیگا۔ صحیح احادیث میں لکھا ہے کہ راستی کا یہ غلبہ تین قرنوں تک رہیگا۔ جو تخمیناً تین سو برس کے قریب ہوتی ہے۔ یعنی حضرت سلطان الانبیاء شہنشاہ مرسلین سیدنا محمد مصطفےٰ صلعم کے بعد تین سو برس تک راستبازی کا دنیا پر غلبہ رہیگا۔ پھر اسکے بعد ایک ایسا تاریکی کا زمانہ آئیگا جو ایک ہزار برس تک رہیگا۔ جس میں شیطان کے زنجیر کھولے جائینگے اور بدی راستبازی پر غالب آرہیگی۔ اس زمانہ کے لوگوں کو اصطلاح شرعی میں فیج اعوج کہا گیا ہے جسکے معنی ہیں بگڑی ہوئی جماعت۔ اس ایک ہزار سال کی ایک تاریک رات کے بعد جب دجالی فتنوں کا اثر حد نہایت کو پہنچ چکیگا اور لوگ گمراہ ہوچکینگے۔ تو پھر صداقت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس بات کی زبردست شہادت کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ پبلک کا رجحان پیوریٹنس کی نسبت زیادہ تر کیتھولک پارٹی کی طرف تھا۔ یہ وہی کتاب ہے جسکے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ اس میں پھر تبدیلی ہونی چاہیئے۔

(۳)

نئی کتاب (جو دوسری دفعہ ہاؤس آف کامنز سے ۱۴ جون کو مسترد ہوئی ہے) کے دیباچہ میں لکھا ہے:-

"۱۶۶۲ء کے بعد انگریزی طرز زندگی میں عظیم الشان انقلاب آچکا ہے اور ملک کے اکناف میں شہری زندگی نے دیہاتی زندگی کی جگہ لے لی ہے۔ بحری، برّی اور ہوائی ذرائع رسائل روز بروز بنی نوع انسان کو قریب تر کر رہے ہیں اور دوری کی دیواریں بالکل مسمار ہو چکی ہیں۔ ترقیٔ علوم سے لاکھوں انسانوں کے لئے حصولِ درس کے مختلف ذرائع پیدا ہو گئے ہیں۔ سولھویں اور سترھویں صدی کا انگلستان قوموں کی ایک زبردست جمہوریت کی ماں ثابت ہو رہا ہے۔ جس سے لوگ ایک ہی شاہی وفاداری کی سلک میں منسلک نظر آتے ہیں۔ کثرتِ آبادی کی وجہ سے حکومت چند اشخاص کے ہاتھوں سے نکلکر زیادہ کی طرف منتقل ہو گئی ہے ملکہ الزبتھ یا چارلس II کے زمانہ کے لوگوں کے لئے ایسا مذہب یا حکومت باعثِ تعجب ہوگا جو بجائے آزادیٔ فکر کو مقید کرنے کے خود اسکی مدد کرتا ہے جو حلقہ آزادی کو وسیع کرتے ہوئے ایک اخوت کا رنگ دیتا ہے۔ مذہبی یا غیر مذہبی دنیا میں کسی چیز کی صداقت سے زیادہ قدر نہیں کی جاتی۔ کیونکہ یہ کسی طرح بھی مقید نہیں ہے۔ ہم اب ایک نئی دنیا میں رہتے ہیں۔ اور اگر ہم اپنے اس پاک ارادہ پر پکے رہیں کہ ہم اسکو اور اچھا بنائینگے تو یہ ہماری ہے۔ اور اس مقصد میں کامیابی فقط دعا اور خدمت کے ذریعہ سے ہی ہو سکتی ہے پس ہم یہ خیال نہیں کر سکتے کہ ایک ایسی کتاب الدعا جو ۱۷ صدی کے لئے موزوں تھی اب بیسویں صدی کی بھی تمام ضروریات کو پورا کر سکے گی۔ اور تعجّب یہ ہے کہ یہ بہت ہی کم تبدیلی چاہتی ہے! نئے علوم اور نئے طرقِ زندگی اپنے ساتھ نئی رسوم اور نئی طرزِ کلام لائے ہیں جو اس سے پہلے معلوم نہ تھے۔ جس طرح انسان خدا تعالیٰ کے عجیب مگر بے پردہ کاموں پر غور کرتا ہے اور اس سے اسکے اندر ایک روح پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح انسانی دل و دماغ اپنے لئے نئی دعائیں اور نئے کلماتِ تشکر و امتنان بناتے۔ اور عبادت کے نئے مواقع تلاش کرتے ہیں" ؛

(۴)

یہ بتاتا ہے کہ نئی کتاب الدعا کی تائید میں سب سے بڑی دلیل یہ دی گئی ہے:-

"عام عبادت کا طریق انگلینڈ میں موجودہ نسل کی مذہبی زندگی کے لئے بہت ہی محدود ہے۔ یہ بہت سی ایسی باتوں کو بلا وجہ روکتا ہے۔ جس کو مسیحی دنیا کا زیادہ حصہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آفتاب دنیا پر طلوع فرماکر اندھیرے کی افواج کو پس پا کریگا اور رفتہ رفتہ ہدایت کی شعاعوں سے عالم کو منوّر فرمائیگا۔ اس طرح گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تیرہ سو برس بعد مسیح موعودؑ کا ظہور ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ تیرہ سو برس گذر کر ہجری سنہ (کی) چودھویں صدی شروع ہوگئی ہوئی ہے۔ اب ان دونوں حسابوں کے شمار کی رُو سے یہی بات قرار پاتی ہے کہ نزول و ظہور مسیح موعودؑ کا یہی زمانہ ہے" (جلد ششم صفحہ ۸۸)

مسیح موعودؑ مسیح ناصریؑ والے زمرۂ انبیاء میں سے ہیں
نہ بعض خلفاء راشدین کے اپنا نام شامل کرنیوالے زمرۂ محدثین میں سے

(۴۲) "چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے آیت انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا کے ان معنوں کی تردید میں جو مَیں نے بیان کیے ہیں پیش کی ہیں جو انکے اپنے الفاظ میں نقل کیجاتی ہیں۔ "خدا نے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو صرف عبادت و اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کردیگا.... شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہوگیا.... قوم فرعون اُن (بنی اسرائیل) کے بچوں کو قتل کردیتی تھی..... مسیحؑ مصلوب ہوئے.... خلفاءِ اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چھ کس کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے"۔

بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدّعی نبوّت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتادیں کہ ان پیشکردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جسمیں حضرت مسیح علیہ السّلام کا ذکر ہے باقی مُدّعی نبوّت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوّت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مُدّعی نبوّت تھے۔ کیا خلفاءِ اربعہ اور سبطین مُدّعی نبوّت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے.... مَیں ان باتوں کا جو آپنے پیش کی ہیں۔ کوئی جواب بالفعل نہیں دینا چاہتا۔ سوائے اسکے کہ یہ بے تعلق باتیں ہیں" (جلد پنجم۔ صفحہ ۴۳۲)

حضرت مسیح موعودؑ سلسلہ نبوّت کے ایک فرد ہیں
پس جو حملہ آپ پر کیا جاویگا وہ صرف آپ پر نہیں
بلکہ باقی انبیاءؑ پر بھی ہوگا۔

(۴۳) "افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہوکر انہی اعتراضوں کو دوہرا رہے ہیں جو عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح جس طرح عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اندھے ہوکر ان اعتراضوں کو مضبوط کررہے ہیں اور دوہرا رہے ہیں جو یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کرتے تھے۔ سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری نشان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جائیگا وہ سارے نبیوں پر پڑیگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو ردّ کرتا ہے وہ گویا کُل سلسلۂ نبوّت کو ردّ کرتا ہے"۔ (جلد پنجم صفحہ ۱۴۱)

(۴۴) "ان مدعیانِ اصلاح کی جو اپنے اخباروں کو اسوقت مسلمانوں کی ڈوبتی ناؤ کو بچانے والے بیان کرتے ہیں اعتقادی حالت کیسی ہے۔ اور آیا انکا حملہ صرف حضرت مسیح موعودؑ پر ہے یا کُل سلسلہ نبوّت پر"۔ (جلد پنجم صفحہ ۳۱۳)

حضرتِ اقدسؑ غیر نبی نہیں بلکہ نبی ہیں اسلئے ممکن نہیں کہ انبیاء کے متعلقہ قانون الٰہی سے آپ باہر متصوّر ہو سکیں

(۴۵) "کوئی نبی اللہ صرف دفع شر ہی کے لئے مامور و مبعوث نہیں کیا گیا۔ بلکہ دفع شر ایک ابتدائی مرحلہ ہوتا ہے۔ جسکے بعد اعلیٰ اصول نہایت برجستگی اور مضبوطی کے ساتھ قائم کئے جاتے ہیں۔ اور اگر دفع شر سے یہ مقصود حاصل کرنا مدّنظر نہ ہو تو پھر یہ بالکل بے حیثیت اور بیقدر بات ہے۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کا حال بھی ہے۔ وہ اس قانون الٰہی سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا"۔ (جلد ششم صفحہ ۹۵)

(۴۶) "یہ امر محتاج بیان نہیں کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحبؑ کی جسقدر مخالفت کیگئی ہے اسکی نظیر صرف انبیاءؑ کے حالات میں مل سکتی ہے"۔ (جلد ششم صفحہ ۱۰۴)

حضرت مسیح موعودؑ پر منہاج نبوّت سے باہر کوئی مطالبہ ہو ہی نہیں سکتا

(۴۷) "یہ تمام امور ایسے ہیں جنکا منہاج نبوّت کے رُو سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ پر اگر کوئی مطالبہ ہو سکتا ہے تو منہاج نبوّت کے رُو سے ہی[عہ] ہو سکتا ہے"۔ (جلد ہفتم صفحہ ۲۹۲)

حضرت مسیح موعودؑ کے وجود میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو صرف انبیاءؑ میں پائی جاتی ہیں اور کسی غیر نبی میں قطعاً نہیں پائی جا سکتیں

(۴۸) "تمام دنیا کو تلاش کر لو۔ تاریخ کے ورقوں کو ایک ایک کر کے اُلٹ ڈالو۔ مگر ان سب باتوں کا مجموعہ سوائے خدا کے برگزیدہ نبیوں کے ہرگز کہیں نہ پاؤ گے"۔ (ایضاً صفحہ ۲۹۳)

[عہ] صرف منہاج نبوّت کے رُو سے ہی کوئی مطالبہ ہو سکنا اور اس سے باہر کوئی مطالبہ نہ ہو سکنا زمرۂ انبیاء سے مختص ہے۔ بلکہ کسی غیر نبی سے منہاج نبوّت کی رُو سے کوئی مطالبہ کرنا نادانی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں کہ "اسکی آزمائش انبیاءؑ کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے"۔ (دیکھو ضمیمہ النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۴۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴۹) "قرآن شریف سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اظہار علی الغیب کو اللہ تعالیٰ انبیاء اور رُسل کیلئے مخصوص کرتا ہے۔ یعنی کثرت سے غیب کی اطلاع دینا" (ایضاً صفحہ ۲۹۲)

انبیاءؑ کی خلوت پسندی اور حضرت مسیح موعودؑ

(۵۰) "انبیاء علیہم السلام شہرت پسند نہیں ہوتے۔ اور یہ اسلئے ہوتا ہے کہ تا ناپاک لوگوں کو اس اعتراض کا موقع نہ ملے کہ وہ ایک جاہ طلب اور شہرت پسند انسان ہے جس نے یہی ایک ذریعہ شہرت حاصل کرنیکا سوچ لیا ہے۔ انکے لئے اپنے گوشۂ خلوت سے باہر نکلنا سب سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ مگر اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے اور اسکی فرمانبرداری میں وہ اپنی تمام خواہشات کو چھوڑ کر اسی کے احکام کی پیروی کرتے ہیں۔ چنانچہ یہی حالت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی جیسا کہ متواتر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح کیلئے مامور اور نبی کرکے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں۔ بلکہ ایک عرصہ دراز تک جبتک اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا کہ وہ لوگوں سے بیعت تو بہ لیں آپکو کسی سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اور سالہا سال تک گوشۂ خلوت سے باہر نہیں نکلے۔ یہی سُنّت قدیم سے انبیاءؑ کی چلی آئی ہے" (جلد پنجم صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲)

عصمت انبیاءؑ اور خدا کا نبی مسیح موعودؑ

(۵۱) (اس اعتراض کے جواب میں کہ کیا حضرت مسیح موعودؑ قولاً یا فعلاً گناہ کرتے ہیں) "اللہ تعالیٰ اپنے انبیاءؑ کو شیطان کے تسلط سے محفوظ رکھتا ہے اور وہ کبھی عمداً خدا کی نافرمانی کے مرتکب نہیں ہوتے۔ ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ گناہ حقیقت میں کیا چیز ہے؟ یہ صرف خدا سے دُور ہو جانے کا نام ہے مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ایسا ہوتا ہے کہ وہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتا اور نہ وہ کبھی اس کی جناب سے دُور ہی کیے جاتے ہیں اس لئے وہ گناہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ حقیقی پاکیزگی صرف اللہ تعالیٰ کا ہی خاصہ ہے اسلئے انبیاءؑ کبھی یہ جرأت نہیں کرتے کہ خود اپنی طرف ایسی پاکیزگی کو منسوب کریں۔ بلکہ پاکیزگی کا سرچشمہ وہ خدا کو ہی سمجھ کر اپنی کمزوری اور عاجزی کا کھلا کھلا اعتراف کرتے ہیں۔ یہی تشریح بعض ان فقرات کی ہے جن کو محلِّ اعتراض بنایا گیا ہے۔۔۔۔ پس اس قسم کے الفاظ کا کسی پیغمبر کے کلام یا وحی میں پایا جانا اسکی عصمت کے منافی نہیں" (جلد پنجم صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۲)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ذات اور بچپن سے آپ کے عقیدہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کی شہادت

"اس رسالہ (تشحیذ) کے ایڈیٹر میرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت اقدسؑ کے صاحبزادہ ہیں اور پہلے نمبر میں چودہ ۱۴ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن انکے قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جماعت تو اس مضمون کو پڑھیگی مگر میں اس مضمون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں۔ جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے۔ خلاصہ مضمون یہ ہے کہ :۔

"جب دنیا میں فساد پیدا ہو جاتا ہے اور لوگ..... آخرت سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں تو اسوقت میں ہمیشہ سے خدا تعالیٰ کی یہ سُنّت الٰہی ہے کہ وہ انہی لوگوں میں سے ایک نبی کو مامور کرتا ہے..... لوگ.... یا تو نبی کی باتوں پر ہنسی کرتے ہیں اور یا اسے دُکھ دیتے ہیں ..... وہ نبی اس حالت میں اپنے مخالفین کو پیش از وقت اطلاع دیتا ہے کہ آخر کار وہی مغلوب ہونگے..... سو ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سُنّت ہے جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے۔ ایسا ہی اسوقت ہُوا۔"

..... دین کی یہ ہمدردی اور اسلام کی حمایت کا یہ جوش جو ادیب کے بے تکلّف الفاظ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ایک خارق عادت بات ہے۔ صرف اسی موقعہ پر نہیں۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر موقع پر یہ دلی جوش اُنکا ظاہر ہو جاتا ہے۔ ..... ایک اٹھارہ برس کے نوجوان کے دل میں اس جوش اور اِن امنگوں کا بھر جانا معمولی امر نہیں۔ کیونکہ یہ زمانہ سب سے بڑھکر کھیل کود کا زمانہ ہے..... یہ سچّا جوش اس بچّہ کے دل میں کہاں سے آیا؟..... ایسا پاک اور نورانی جس کی نظیر ہی نہیں ملتی...... وہ اس (اپنے مقدّس باپ) کی ہر ایک حرکت و سکون کو دیکھتے ہیں۔ ہر ایک گفتگو کو سُنتے ہیں۔ ہر موقعہ پر اسکے خیالات کو ظاہر ہوتا ہُوا دیکھتے ہیں۔" (ریویو آف ریلیجنز جلد پنجم۔ صفحہ ۱۱۷ لغایت ۱۱۹)

تیرِّ صداقت

غیر مبایعین خلافت ثانیہ کی طرف سے ایک ٹریکٹ شائع ہُوا ہے تمام تنازعات مابین اقوال حضرت صاحب و میاں صاحب" اس کا مسکت خصم جواب ہمارے عزیز ملک عبدالرحمٰن صاحب سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن گجرات (پنجاب) نے تیرِّ صداقت کے نام سے دیا ہے۔ ۲۴ صفحے حجم ہے لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ یہ بات پورے طور سے واضح کر دی ہے۔ کہ اقوال میں کوئی تناقض نہیں۔ بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا وہی عقیدہ وہی مذہب ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا تھا۔ قیمت فی رسالہ ۱؍ محصولڈاک ۱؍

فاروق کا ہشتین سیلویان نمبر

مسٹر ویل داس کے فتنہ کی حقیقت اور اسکی تاریخ ابتداء سے مکرمی جناب میر قاسم علی صاحب نے نہایت تحقیق سے قلمبند کی ہے۔ ہمیں یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہے کہ اس نمبر کا مضمون علیحدہ رسالہ کی صورت میں بھی چھپیگا۔ اسمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت امام نے کیوں مباہلہ نہیں کیا۔ اگر دوست اپنی اپنی ضرورت کے مطابق پہلے سے اطلاع دیں۔ تو یہ مضمون اپنے فوائد کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ کم از کم پانچ ہزار چھپایا جائے۔

[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسئلہ اجرائے نبوت پر دس آیتیں

پہلی آیت جو ختم نبوت کی دلیل میں پیش کی جاتی ہے وہ تو یہ ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیّن وکان اللہ بکلّ شیٔ علیما۔ جس میں لفظ خاتم کے سوا اور کوئی لفظ ایسا نہیں کہ جس سے نبوت کے بند ہو جانیکی دلیل پیدا ہو سکے۔ مگر آیت کا سیاق و سباق ان معنی کا متحمل نہیں جن سے نبوت کی بندش کا استدلال کیا جاتا ہے۔

خاتم النبیین مقام مدح میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ملا ہے۔ جب یہ تسلیم کر لیا کہ یہ خطاب مقام مدح میں حضرت رسول کریم صلعم کو ملا ہے تو پھر ہر شخص غور کر سکتا ہے کہ کسی شخص کا مقام مدح میں آخری ہونا کبھی نہیں آسکتا۔ جیسا کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۱ پر رقام فرماتے ہیں کہ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے۔ کہ تقدم یا تاخر زمانی بالذات کچھ فضیلت نہیں رکھتا۔ پھر مقام مدح میں ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیّن فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"۔

مولانا کا یہ مطلب ہے کہ ہمایوں اور بابر ہندوستان کے بادشاہ ہوئے۔ ان کے بیٹے پوتے بلکہ انکے غلاموں نے بھی ہندوستان پر حکومت کی۔ پس مقام مدح میں اگر بابر اور ہمایوں کو خاتم السلاطین کہا جائے تو درست ہے۔ مگر بہادر شاہ جو آخری تاجدار ہندوستان کا ہؤا۔ اور اسکے بعد اسکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اس کی اولاد بھیک مانگتی پھرتی ہے۔ ایسی حالت میں مقام مدح میں بہادر شاہ کو خاتم السلاطین کا کوئی اہل فہم خطاب نہیں دے سکتا۔

ریل تار گراموفون وغیرہ جب موجود نہ تھے تو ان چیزوں کے واسطے کتابوں میں کوئی لفظ بھی موجود نہ تھا۔ جب یہ چیزیں پیدا ہوئیں تو انکے واسطے نام تجویز کیا گیا۔ اگر اسی طرح حضرت رسول کریم صلعم سے قبل خاتم کا لفظ زبان عربی میں استعمال نہیں ہوتا تھا۔ اور حضرت رسول کریمؐ کے واسطے خاص طور پر تجویز کیا گیا۔ تو بیشک ہم مجبور ہیں کہ کوئی اپنے پاس سے اسکے معنی نہ کریں۔ اور اگر حضورؐ سے پہلے بھی یہ لفظ بولا جاتا تھا اور یقیناً بولا جاتا تھا۔ تو ہمیں دیکھنا پڑیگا کہ عربی زبان کے محاورہ میں لفظ خاتم بند کرنے اور روکنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ یا اکمل اور افضل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ تو وہی معنی ہمیں استعمال کرنے پڑیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس معلوم ہوا کہ جس طرح اس آیت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں اسی طرح قرینہ اور اشارہ اور کنایہ اور کوئی محل بھی ایسا موجود نہیں کہ جس سے ہم مقام مدح میں حضرت رسول کریم صلعم کو آخری نبی تجویز کریں +

۲ - دوسری آیت خاتم النبیین پر جو بڑے زور شور سے پیش کی جاتی ہے۔ وہ یہ ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ جن لوگوں نے اس آیت پر غور نہیں کیا۔ انکا جو کچھ جی چاہے اسکے معنی کر لیں۔ مگر الیوم اکملت لکم کے آگے اسی رکوع اور اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے احکام بیان فرمائے۔ حلال و حرام۔ اکل و شرب اور نکاح اور غسل اور وضو تیمم وغیرہ اسکے بعد ارشاد فرمایا ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج۔ کہ اللہ تعالیٰ ان باتوں کے ذریعہ تمہارے اوپر محنت کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔ بلکہ ان باتوں کے کرانے سے اس کا یہ مطلب ہے کہ ولکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون۔ اللہ چاہتا ہے پاک کرنا تم کو اور پورا کرنا اپنی نعمت کا تم پر تاکہ تم شکر کرو۔ ممکن ہے کہ آپ اس نعمت کے متعلق پریشان ہوں کہ وہ کونسی نعمت ہے۔ جو ہم پر اللہ تعالیٰ تمام کرنا چاہتا ہے تو وہ بھی سن لیجئے۔

ویتم نعمتہ علیک وعلیٰ آل یعقوب کما اتمھا علیٰ ابویک من قبل ابراھیم و اسحٰق (یوسف ع ۱)
اور تمام کریگا نعمت تمہارے اوپر اے یوسف اور آل یعقوب۔ جیسا کہ تمام کی تھی اس سے پہلے تمہارے دادا اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسحٰق پر

یہ آیت زیادہ تشریح کی محتاج نہیں۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر نعمت تمام ہو کر حضرت اسحٰق کو از سر نو پھر ملکر تمام ہو گئی۔ پھر حضرت یعقوبؑ پر اور آل یعقوبؑ پر تمام کر کے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ تمام ہوئی ہے۔ اسی طرح اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ اب آئندہ اس فیض باری سے دنیا کو محروم کر دیا گیا۔ اگر الفاظ آیت کا یہی مطلب ہے تو پھر ماننا چاہئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کوئی شخص بھی اس نعمت کا پانیوالا نہیں ہوا۔ کیونکہ حسب منطوق نص قرآنی یہ نعمت انپر تمام ہو گئی۔ اب دو تو آیتیں تمہارے سامنے ہیں جو کچھ اس آیت کے معنی کرو۔ وہی اسکے کر لو۔

قرآن شریف میں نعمۃ کا لفظ بہت سی جگہ آیا ہے۔ اور تفسیر القرآن بالقرآن کرنیوالے کا فرض ہے کہ جہاں جہاں نعمت کا ذکر ہوا ہے اسکو بھی قرآن شریف میں نظر تدبر سے دیکھ لے۔ نعمت اللہ تعالیٰ کس چیز کو فرما رہا ہے۔ فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن (پ ۳۰ ع ۱۴) پس یہ جو انسان ہے جب آزماتا ہے اسکو اس کا رب (اس لئے کہ اس کا امتحان لیتا ہے) تو اسکو عزت دیتا ہے اور نعمت دیتا ہے اسکو پھر کہتا ہے کہ وہ میرے رب نے مجھے عزت دی (نہ کہ مصیبت اور ذلت میں ڈالا) اور واقعہ بھی یہی ہے۔ کہ جس طرح دوسری قوموں نے اس نعمت کو لعنت سمجھ کر انکار کیا۔ وہ ذلیل و خوار ہو گئے۔ اسی طرح مسلمان اس عزت سے انکار کر کے ذلیل ہو رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ ابتلا کن پر آتا ہے واذ ابتلیٰ ابراھیم۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء پر ابتلا آتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں اور انہی کو انعامات ملتے ہیں چنانچہ فرمایا۔ انعم اللہ علیھم من النّبیّن والصّدّیقین والشھداء (پ۵ ع) کہ انعام کیا جن پر وہ نبی صدیق اور شہید صالح لوگ ہیں۔ پھر دیکھئے سورۂ مریم میں اللہ تعالیٰ متعدد انبیاء کا ذکر فرمانے کے بعد فرماتا ہے کہ اولٰئک الّذین انعم اللہ علیھم من النبیّن من ذرّیّۃ اٰدم وممن حملنا مع نوح ومن ذرّیّۃ ابراھیم واسرائیل (پ۱۶ ع) یہی لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا نبیوں میں سے آدمؑ کی نسل اور نوحؑ کے ساتھی جو اسکے ساتھ سوار ہوگئے تھے۔ اور ابراہیم کی نسل اور اسرائیل کی نبوّت کی نعمت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا کہ ابراہیم اسرائیل نوح اور آدم کی نسل اب آپ غور فرمالیجئے۔ کہ آدم کی نسل میں جب نبوّت مقرر کردی گئی۔ تو ہم اور آپ بھی تو آدم کی نسل ہیں۔ پھر اس انعام نبوّت سے ہم کیوں محروم ہوگئے۔ حضرت عیسیٰؑ کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھو الا عبد انعمنا علیہ نہیں وہ مگر اللہ کا ایک بندہ ہے۔ جس پر ہم نے انعام کیا وجعلنٰہ مثلاً لبنی اسرائیل (پ۲۵ ع) جس طرح بنی اسرائیل پر ہم نے نبوّت انعام کی تھی اسی طرح حضرت عیسیٰؑ پر نبوّت انعام کردی۔

ذٰلک بانّ اللہ لم یک مغیرًا نعمۃ انعمھا علیٰ قوم حتّٰی یغیّروا ما بانفسھم (پ۱۰ ع) یہ اسلئے ہے کہ اللہ نہیں بدلنے والا نعمت کو جو اس نے بخشی ہے کسی قوم کو یہاں تک کہ وہ بدلیں اپنی حالت کو۔

اسکا صاف یہی مطلب ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قال انّی جاعلک للناس اماما کہ میں تجھے لوگوں کا پیشوا بنانیوالا ہوں۔ تو انہوں نے عرض کی قال ومن ذرّیّتی کہ میری اولاد کو بھی بنا۔ آپکو جواب ملا لاینال عھدی الظالمین (پ۱ ع۱۵) میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ اسی طرح اوپر والی آیت میں فرمایا ہے۔ کہ ہم نے جن اقوام کو نعمت نبوّت دی ہے اسکو ہم نہیں بدلا کرتے تاوقتیکہ وہ اپنی حالت نیک میں تغیّر نہ کرلیں۔ حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے نبی بنانیوالا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میری اولاد کو بھی نبی بنا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر ظالموں کو نہیں بناؤنگا پس اگر اُمت محمدی ظالم ہوگئی ہے تو ضرور انعام نبوّت چھین لیا گیا۔ ورنہ نہیں۔ واذ قال موسٰی لقومہ یاقوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء۔ اور جب کہا موسیٰؑ نے اپنی قوم کو اے قوم یاد کرو نعمت الٰہی کو اپنے اوپر کہ بنائے تم میں نبی۔

لفظ نعمت کی اسقدر تشریح کردینے کے بعد آپکو دکھاتا ہوں کہ تمّت کے معنی بھی بند کرنے اور روکنے کے نہیں بلکہ پورا کرنے کے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا وتمّت کلمت ربّک الحسنٰی علیٰ بنی اسرائیل (پ۹ ع۶) اور پوری ہوئی بات تیرے رب کی اچھی بنی اسرائیل پر۔ کیا کوئی شخص اس تمّت کے یہ معنی کرسکتا ہے۔ کہ خدا کی بات اب ختم ہوگئی بند ہوگئی۔ اب اس نے کلام کرنا بند کردیا حالانکہ اس کے بعد بنی اسرائیل کے سینکڑوں انبیاء سے اللہ نے کلام کیا اور وعدے پورے کیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وٰوٰعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناھا بعشر فتم میقات ربہ (پ۹ ع۷) اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس۳۰ رات کا اور پورا کیا ہم نے اسکو دس سے پس پورا ہوا وعدہ اس کے ربّ کا۔

اس آیت میں ختم اور اتممناھا کو دیکھ لو۔ بند کرنے اور روکنے کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔ واذا ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن (پ۱ ع۱۵) کہ جب امتحان لیا ابراہیمؑ کا اسکے ربّ نے چند کلموں سے تو اس نے پورا کیا۔ ربنا اتمم لنا نورنا (پ۲۸ ع۱۹) اے ہمارے ربّ پورا کر ہمارے لئے ہمارا نور۔ کیا کوئی اس جگہ ختم کرنے اور بند کرنے کے معنی کر سکتا ہے۔ ثم اٰتینا موسیٰ الکتٰب تماماً علی الذی احسن (پ۸ ع۷) پھر دی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب پورا کرنا نعمت کا اسپر کیا موسیٰؑ کی کتاب کو کوئی آخری کتاب یا کتابوں کی بند کرنیوالی کہہ سکتا ہے؟ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ (پ۲۸ ع۹) کہ وہ چاہتے ہیں کہ ختم کردیں (بجھادیں) اللہ کا نور اپنے منہ کی باتوں سے (پھونکوں سے) اور اللہ پورا کرنیوالا ہے اپنے نور کو۔ اسجگہ متم کے معنی ختم کرنے روکنے کے کرکے دیکھو۔

خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ جب اس نے دنیا پیدا کی ہے۔ اسی وقت سے وہ اپنے بندوں کی اصلاح کے واسطے انبیاء پیدا کرتا رہا ہے۔

(۱) سُنَّۃَ من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لِسُنَّتِنا تحویلا (پ۱۵ ع۸) ترجمہ۔ عادت ان شخصوں کی کہ تحقیق بھیجا ہم نے پیغمبروں کو اپنے تجھ سے پہلے اور نہ پاویگا واسطے عادت ہماری کے تغیر۔ اور یہ عادت الٰہی ہے۔ جو ابتداء دنیا میں حضرت آدم کو بہشت سے نکلتے وقت اللہ نے فرمائی تھی۔ (۲) قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدًی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (پ۱ ع۴) ترجمہ۔ کہا ہم نے کہ تم سب یہاں سے نکل جاؤ۔ پس ضرور ضرور آجائیگی تمہارے پاس میری طرف سے (رسول) ہدایت تو تم میں سے جو کوئی اس کی پیروی کریگا۔ اس کو غم اور ڈر نہیں اس آیت کی تشریح اس آیت سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ (۳) یا بنی اٰدم اما یاتینّکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (پ۸ ع۱۱) ترجمہ اے آدم کی اولاد البتہ ضرور رسول تمہارے پاس آوینگے۔ تم ہی میں سے اور بیان کرینگے میری آیتیں۔ پس جو کوئی تقویٰ اختیار کریگا۔ اور اپنی اصلاح کریگا۔ اسکو کوئی خوف و حزن نہیں۔ ممکن ہے۔ اما یاتینکم کا ترجمہ ضرور آئینگے پر کوئی اعتراض کرے تو اسکو چاہیئے کہ صرف و نحو کی کتابیں مطالعہ کرے۔ کہ جن میں لکھا ہے کہ "نون تاکید آخر مضارع میں آتا ہے۔ اور اسکے آنے سے پہلے لام مفتوح کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ نون مضارع کے آخر حرف کو فتحہ اور بمعنی تاکید مع خصوصیت زمانہ مستقبل کے دیتا ہے جیسے لیفعلن (وہ البتہ ضرور کریگا) اس کو مضارع موکد بلام تاکید و نون تاکید کہتے ہیں۔ اور کبھی اِمّا بھی آجاتا ہے۔ جیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اما یبلغن اما تحرین۔" (دیکھو کتاب الصرف ص۱۵)

(۴) فاما یاتینکم منی ھدًی فمن اتبع ھدای فلا یضل ولا یشقٰی ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہٗ یوم القیامۃ اعمٰی (پ۱۶ ع۱۶) ترجمہ اے آدم اور اسکی اولاد البتہ ضرور آئینگے تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی تو وہ نہ گمراہ ہوگا۔ نہ مشقت میں پڑیگا اور جس نے منہ پھیرا ذکر میرے سے تو اسکے واسطے زندگی ہے تنگ اور اٹھاوینگے ہم اسکو دن قیامت کے اندھا۔ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ ہدایت کے معنی نبوت تم نے کہاں سے کیئے۔ تو اسے چاہیئے کہ قرآن شریف میں تدبر کرے۔ ایک آیت مثال کے طور پر اسجگہ لکھ دینا کافی سمجھتا ہوں۔ کُلاً ھدینا ونوحاً ھدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمٰن وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون (پ۷ ع۱۵)۔ (۵) یا ایھا الذین اٰمنوا لاتکونوا کالذین اذوا موسیٰ (پ۲۲ ع۳) ترجمہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو (محمد صلعم پر) مت ہو جانا مانند ان لوگوں کے جنہوں نے تکلیف دی موسیٰ کو (ان کی تکذیب کر کے) اس آیت کو حضرت مولوی محمد اسمٰعیل نے اپنی کتاب منصب امامت کے صہ پر اسی مقصد کے واسطے انہی معنوں میں پیش کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کے بعد نبی آنیوالا تھا تب ہی تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اے امت محمدی تم ایسے مت ہو جانا۔

(۶) اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس (پ۱۷ ع۱۷) ترجمہ اللہ چنتا ہے اور چنتا رہیگا فرشتوں کو اور انسانوں کو پیغام پہنچانے والا۔ یصطفی مضارع کا صیغہ ہے۔ جو حال اور استقبال کے ہمیشہ معنی دیا کرتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ رسولوں کو مبعوث کرتا رہیگا کبھی بند نہیں کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سنۃ من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا۔ (پ۱۵ ع۸) عادت ان کی جنہیں تحقیق بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے پیغمبروں اپنے سے اور نہ پاویگا عادت ہماری میں کبھی بھی کوئی تغیر۔ اس آیت شریفہ سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عادت میں کبھی تغیر نہیں ہو سکتا۔ آپ غور کیجئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال کی ہے۔ اور چھٹے ہزار میں میں مبعوث ہوا ہوں۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ مجھ تک سوا لاکھ نبی آئے۔ تو اس حساب سے ہر چھ سال میں سوا سو نبی آیا۔ اب غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجے۔ اور ہر چھ سال میں اس نے سوا سو نبی بھیجا تو کوئی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس عادت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بدل ڈالے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ (۷) وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ جو نیک عمل کرینگے انکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں خلیفہ بناتا رہونگا۔ جسطرح کہ میں نے خلیفہ بنائے اس سے پہلے۔ اب معلوم کرنا چاہیئے کہ خلیفہ کس کو کہتے ہیں چنانچہ حضرت آدمؑ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انّی جاعل فی الارض خلیفہ ۔ دوسری جگہ حضرت داؤد کو فرماتا ہے یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ اس جگہ صاف وعدہ کیا ہے نیک عمل کرنیوالے مومنوں کے ساتھ کہ ہم اسی طرح تم کو خلیفہ بنائینگے جسطرح آدمؑ اور داؤدؑ کو تم سے پہلے ہم نے خلیفہ بنایا تھا۔ پھر پہلے پارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حضرت ابراہیمؑ کو۔ (۸) انّی جاعلک للناس اماما کہ تحقیق میں تجھ کو اے ابراہیم بنانیوالا ہوں لوگوں کا امام حضرت ابراہیمؑ نے اس انعام الٰہی اور خوشخبری کو سنکر عرض کیا قال ومن ذرّیتی اور میری اولاد کو بھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی اس استدعا کو منظور فرمایا۔ مگر اس شرط کے ساتھ۔ قال لاینال عھدی الظالمین کہ ظالموں کے واسطے یہ میرا وعدہ نہیں۔ اسی وعدہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں پیدا کیئے۔ اور اسی واسطے آپکا خطاب ابوالانبیاء ہو گیا۔ اسجگہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امام سے مراد نبی ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں مسجدوں کے امام نہیں پیدا ہوئے بلکہ انبیاء پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔

(۵) ولقد ارسلنا نوحًا وابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوّۃ والکتاب (پ۲۷ ع۳) ترجمہ تحقیق بھیجا ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو اور رکھی انکی نسل میں ہمیشہ کے واسطے نبوت۔ پس جب تک ابراہیمؑ اور نوحؑ کی نسل باقی ہے تب تک نبوت باقی ہے۔ اسی واسطے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ واتّبع ملّۃ ابراھیم حنیفا۔ حضرت رسول کریمؐ بھی ملت ابراہیمؑ میں پیدا ہوئے۔ اور اسی وعدہ الٰہی کو جو حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ حضرت رسول کریمؐ نے ہر نماز میں اپنی امّت کو ایک دعا سکھائی ہے۔ اللّٰھمّ صلّ علٰے محمد کما صلّیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انّک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔ مسلمانوں خدا کے لئے غور کرو کہ تم ہر نماز میں یہ دعا مانگتے ہو یا نہیں۔ اور اسکے معنی بھی تمہیں معلوم ہیں کہ تم خدا سے کیا مانگتے ہو۔ لو سنو! اسکے یہ معنی ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ حضرت رسول کریمؐ اور انکی اولاد پر ایسی سلامتی بڑھوتی افزائش برکت عطا فرما جیسی کہ تُو نے حضرت ابراہیمؑ اور انکی اولاد پر نازل کی۔ وہ کیا چیز ہے۔ جو حضرت ابراہیمؑ اور انکی اولاد جیسی برکت تمام امّت محمدی مانگ رہی ہے؟ بعد غور کے ہر شخص جواب دیگا کہ وہ سوائے نبوت کے اور کوئی چیز نہیں۔ اگر کثرت اولاد مراد لوگے تو حضرت آدمؑ سے زیادہ کثرت اولاد کسی کو نہیں۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اسپر ایمان لائے۔ کیونکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد کہ اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہا جاتا ہے کہ تکمیلِ عبادت اور قیامِ امن و وفاداری کے لئے نئی کتاب الدعا کو جاری کیا جائے۔ یہی دلیل اسکے مخالفوں کی طرف سے بھی پیش کی گئی ہے۔ سر۔ ایس۔ رابرٹس نے اسکے خلاف تقریر کرتے ہوئے کہا "جب تک تمام مذہبی اصول اور رسوم ملک کی اکثر آبادی کے ساتھ متفق نہ ہوں انگلستان کا چرچ "چرچ آف انگلینڈ" نہیں کہلا سکتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض ہوشیار سیاست دان یہ انشقاق دیکھ کر چرچ کی عدمِ مرکزیت کی آواز نہ اُٹھاویں۔ اور اگر ایسا ہوا اور کتاب رائج ہو گئی تو چرچ کے حامی ایک زبردست معاون پارٹی کھو دینگے جو بصورتِ دیگر انکے ساتھ ہوتی۔ تو اندریں صورت یہ بل قیامِ امن کا باعث نہ ہوگا"

اس دلیل کے جواب میں کہ نئی کتاب بیسویں صدی کی مذہبی ضروریات کو مہیا کر سکتی ہے بجا طور پر یہ کہا گیا ہے کہ اس میں بہت سے ایسے مقامات موجود ہیں جن میں یہ کتاب ۱۵۴۹ء کی کتاب سے متفق ہو گئی ہے۔ پس نئی کتاب کو مروّج کرنا کس طرح نئی ضروریات کو پورا کرنیوالا کہا جا سکتا ہے جبکہ وہ موجودہ زمانہ سے ۱۵۴۹ء تک پیچھے چلی گئی ہے؟ نئی کتاب اپنے مذہبی معیاروں کی بنیاد قرونِ وسطیٰ پر قرار دیتی ہے۔ یہ ایسے رومن خیالات اور رسوم کو از سرِ نو رواج دیگی جو ۱۹۰۶ء کی رائل کمیشن کے خیال میں فوراً بند ہونے چاہیئے تھے۔ اسکا تمام زور روم کی طرف جا رہا ہے گو یہ ہم سے سارا راستہ طے نہیں کراتی مگر ایک منزل تک ضرور لیجاتی ہے اور ایک منزل دوسری کی طرف بدیہاً اشارہ کرتی ہے۔ یہ لنڈن سے بیڈ فورڈ کی طرف نہیں بلکہ سینٹ پال سے سینٹ پیٹر کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اسمیں اور بھی منزلیں ہیں۔ انہیں سے ایک تو نظرے اوجھل ہے یہ میلنز کی منزل ہے جہاں پر پاپائیت کو تسلیم کیا گیا تھا۔ یہ آرچ بشپ کی اس اپیل کی یاد تازہ کرتی ہے جو اس نے لیمبتھ سے ۱۹۲۰ء میں عیسائی دنیا کے اتحاد کیلئے کی تھی۔ حالانکہ پہلی کتاب الدعا کا نقطۂ مرکزی روم نہ تھا۔ ویلز اور ارمغ کے آرچ بشپ کا گمان ہے کہ اسمیں اصولی طور پر بہت بڑی تبدیلی ہو گئی ہے۔ مگر دوسری طرف آرچ بشپ آف کنٹربری کا بیان ہے کہ وہ "ریفارمڈ چرچ آف انگلینڈ" کے ان اصولوں میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں پاتا جن کی تائید میں اس نے ۵۰ سال قبل اپنا حکم جاری کیا تھا۔ اور (جیساکہ وہ کہتا ہے) وہ انکی حفاظت کیلئے ہمیشہ سے پوری کوشش کرتا رہا ہے۔ اور سب بشپوں نے بالاتفاق اور بالتکرار یہ کہا ہے کہ نئی کتاب میں کوئی تبدیلیٔ اصول نہیں کی گئی!

(۵)

آؤ! اب ہم اس جھگڑہ کی اصل حقیقت معلوم کریں۔ کہا جاتا ہے کہ مسیحؑ جب آخری دعوت کھا رہا تھا اس نے روٹی لی اور شکر کرکے توڑی اور یہ کہکر انکو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱۰) وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فآمنوا باللہ ورسلہ وان تومنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم (آل عمران آیت ۱۷۵) یعنی اللہ تعالے کی یہ شان نہیں کہ وہ تم سب کو مطلع علی الغیب کرے۔ بلکہ اللہ منتخب کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔ جس کو پسند کرے جنس رسول میں سے پس تم اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ گے۔ اور تقویٰ اختیار کروگے۔ تو تم کو بڑا اجر ملیگا۔ یطلع یجتبی یشاء تینوں مضارع کے صیغے ہیں۔ جو دلالت کرتے ہیں حال اور زمانہ مستقبل پر۔

تلک عشرۃ کاملہ۔

یہ دس آیت امکان نبوت پر میں نے بطور نمونہ لکھی ہیں۔ اگر آپ مفصل اس علمی بحث کو ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں اور تحقیق کرکے کسی مسئلہ کو ماننا چاہتے ہیں۔ تو کتاب "قرآن مبین محیط ابواب المعانی خاتم النبیین" منگوا کر ملاحظہ فرمایئے۔ جو ساڑھے تین سو صفحہ کی کتاب ہے اور جس میں ڈھائی سو احادیث اور چھ سو قرآن شریف کی آیت سے اس مسئلہ پر سیر کن بحث کی ہے۔ مخالف موافق دونو قول سامنے رکھ دیئے ہیں۔ تردید کرنیوالے کو تیس ہزار روپیہ انعام بھی مقرر ہے۔ اور قیمت رفاہ عام کی خاطر صرف ۸ؔ رکھی ہے۔ اسکے ہمراہ کتاب "مرزا حیرت کا فوٹو" مفت ملیگی۔ ملنے کا پتہ۔ مینجر رسالہ دستکاری چاندنی چوک دہلی ؎

مکاشفات یوحنا میں ہوائی جہاز

ایک فرینچ عالم ایم لوئس بیراڈک مدر کئی برس کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یوحنا حواری نے عالم کشف میں ٹڈی دل کے جس عذاب کو دیکھا تھا اور جسے اس نے کتاب الہامات کے باب نہم میں بیان کیا ہے حقیقت میں وہ موجودہ زمانہ کے جنگی ہوائی جہاز تھے ٹڈیوں کے کاٹنے سے خوفناک بھک سے اڑنے والے بم اور گیس کے گولے مراد ہیں جنھیں ہوائی جہاز فضائے آسمانی۔۔۔۔ سے بستیوں پر گراتے ہیں۔

فرینچ عالم پانچویں باب کی پہلی آیت کا مطلب بیان کرتا ہے آیت یہ ہے :۔

"پانچواں فرشتہ بولا۔ اور میں نے ایک ستارے کو آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرتے دیکھا اور زمین کی عمیق گہرائیوں کی کنجی اسی کو دی گئی"۔

اس کے معنی وہ بیان کرتا ہے کہ ستارہ انسان کی ذہنی دماغی اور علمی ترقی کا نشان ہے عمیق گہرائی سے مراد ہے کوئلا اور کنجی سے مقصود ہے بھاپ سے چلنے والا انجن۔ اس کنجی سے مشینی زمانے کا قفل کھلتا ہے۔

دوسری آیت یہ ہے :۔ "اور اس نے عمیق گہرائی کو کھولا۔ اور گڑھے میں سے دھواں نکلا جیسے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ میری یادگاری کیلئے یہی کیا کرو۔ اور اسی طرح پیالہ یہ کہکر دیا کہ یہ پیالہ میرے اس خون میں نیا عہد ہے جو تمھارے واسطے بہایا جاتا ہے" (لوقا $\frac{۲۲}{۱۸-۱۹}$) یہ واقعہ یوچیرسٹ کی رسم کی ادائگی کا منبع اور مخرج سمجھا جاتا ہے۔ اسکو "مجلسِ مقدس" بھی کہتے ہیں۔ یہ مسیح کی آخری دعوت کی یادگار ہے۔ یہ رسم مندرجہ ذیل طریق پر ادا کی جاتی ہے:۔

"پادری میز کے سامنے کھڑا ہو کر روٹی اور شراب اس طرح منگواتا ہے کہ وہ تمام لوگوں کے سامنے روٹی کو نہایت عمدگی اور عجلت سے توڑ سکے۔ پھر وہ دعائے تقدیس پڑھتا ہے جسکا زیادہ حصہ مندرجہ بالا اقتباس ہوتا ہے۔ یہ الفاظ بولتے ہوئے پادری روٹی والی پلیٹ کو ہاتھ میں اٹھا کر روٹی توڑتا ہے اور اپنا ہاتھ ہر اس برتن (حامل روٹی و شراب وغیرہ) پر رکھتا ہے جس کا پاک کرنا مقصود ہوتا ہے۔ تب وہ اس تبرک کو منسٹر کے سپرد کرتا ہے جو اسکو پہلے بشپ۔ پھر پادری۔ پھر واعظ اور پھر تمام لوگوں میں بانٹتا ہے۔ درانحالیکہ وہ سب مؤدبانہ زانو ٹیکتے ہیں وہ اس تبرک کو ہر ایک کے سامنے پیش کرتے ہوئے یہ کہتا ہے" یہ ہمارے خداوند مسیح کا بدن ہے جو تمھارے واسطے دیا گیا تھا۔ یہ تمھارے بدن اور روح کو ہمیشہ کی زندگی دیگا۔ اسے مسیح کی (تمھارے لئے) موت کی یادگار سمجھتے ہوئے لو اور کھاؤ اور دل میں یقین کے ساتھ شکریہ ادا کرو"۔

اس طرح وہ پیالہ (شراب) تقسیم کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

"خداوند مسیح کا خون ہے۔ جو تمھاری خاطر بہایا گیا تھا۔ تمھارے بدن اور روح کو ہمیشہ کی زندگی دے۔ اسے مسیح کے تمھاری خاطر بہانے کی یادگار میں پیو اور اسکا شکریہ ادا کرو"۔

(۶)

۱۵۷۷ء میں کرسٹوفر راجر نے ایک کتاب شائع کی جسمیں مسیح کے مندرجہ بالا الفاظ (مندرجہ لوقا $\frac{۲۲}{۱۸}$) کی دو سو مختلف تشریحات جمع کی گئی ہیں۔ جن میں سے مندرجہ ذیل چار اہم ترین امور پر مشتمل ہیں:۔

(۱) **مسیح کا حقیقی طور پر موجود ہونا** ان کا عقیدہ ہے کہ دعائے تقدیس کے پڑھے جانے کے بعد مسیح کا بدن اور خون درحقیقت منبر پر روٹی اور شراب میں مستور ہوتا ہے۔

(الف) کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو مسیح کی موجودگی کے طریق کو بیان کرنے کی بحث میں الجھنا نہیں چاہتے وہ صرف اسکی حقیقی موجودگی پر ایمان لانا ہی کافی خیال کرتے ہیں۔

(ب) ٹرانسبسٹینٹیئیشن:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کا بدن اور خون درحقیقت روٹی اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شراب میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ظاہری طور پر تو روٹی اور شراب ہی دکھائی دیتے ہیں لیکن درحقیقت انکا مادہ (مسیح کے بدن اور جسم میں) تبدیل ہو چکا ہوتا ہے۔

(ج) کنسبسٹینشئیشن:۔ روٹی اور شراب کا وجود مسیح کے خون اور جسم کے ساتھ ساتھ موجود رہتا ہے۔

(۲) ریسیپشنزم | روٹی اور شراب تبدیل نہیں ہوتے صرف روحانی طور پر تبرک لینے والا مسیح کے پاک بدن اور خون سے اپنے ایمان کی وجہ سے حصہ لیتا ہے۔ وہ جسمانی طور پر درحقیقت کچھ حاصل نہیں کرتا۔

(۳) ورچوئیلزم | مسیح کا بدن اور خون لفظی طور پر "موجود" نہیں ہوتے ہاں انکی برکت اور اثر موجود رہتا ہے۔

(۴) ذوئنگلینزم | مسیح کے الفاظ "یہ میرا بدن ہے" اسی طرح استعارۃً استعمال ہوئے ہیں جس طرح اسکے یہ الفاظ "میں شراب ہوں" "میں دروازہ ہوں"۔ "روٹی" اور "شراب" مجازی طور پر "بدن" اور "خون" کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

مسیح کی "یادگار" میں کسی کام کا کیا جانا ہی اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ مسیح خود "موجود" نہیں پس رسمِ مقدس، خالصتاً مسیح کی آخری دعوت۔ اسکی موت اور مصلوبیت کی یادگار ہے۔

ظاہر ہے خیالات (۱) و (۳) قطعاً ناقابل تسلیم ہیں۔ دوسرا کسی حد تک درست ہو سکتا ہے چوتھا زیادہ قرین قیاس ہے۔

یہ رسم ظاہری طور پر مسیح کی آخری دعوت کی یادگار میں قائم کی گئی ہے۔ مگر یہ اسکی وفات کی نشانی نہیں ہو سکتی کیونکہ بائیبل پر ناقدانہ نگاہ ڈالنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح قطعاً صلیب پر نہیں مرا۔ اسکی یہ توجیہ بھی غیر معقول ہے کہ یہ رسم یہود کی رسمِ تجہیز و تکفین سے متعلق ہے جو کہ "جامِ تسلّی" پر مشتمل تھی۔ کیونکہ نئے عہدنامہ میں یہ امر بالتصریح پایا جاتا ہے کہ وہ لوگ اس دعوت کی یادگار قائم کرنے کیلئے جمع ہوئے تھے۔ کچھ نکتہ چین علماء کا یہ خیال ہے کہ مسیح نے اِس رسم کی بنیاد نہیں رکھی۔ اُس نے صرف یہودیوں کی ایک دعوت میں شرکت کی تھی اور یہ قید ہونے سے پہلے اسکی آخری دعوت ثابت ہوئی۔ یہ دعوت یہود کی رسم کے مطابق منائی گئی تھی جسمیں داعی نے دو میں سے ایک فطیری روٹی توڑی اور انکو برکت دی پھر سب اسمیں شریک ہوئے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ "رسمِ مقدس" پولوس نے (جس نے نہ مسیح کو کبھی دیکھا اور نہ اس سے ملا) یونہی مسیح کی طرف منسوب کر دی ہے۔ یہ بات سخت حیرت انگیز ہے کہ یہ خانے (جو مبالغہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہنے کا عادی ہے) کس طرح "یہ میرا بدن "ہے" وغیرہ الفاظ چھوڑ دیئے۔ بلکہ اسکے خلاف وہ گوشت کے کھانے اور خون کے پینے کی نہایت معقول توجیہ پیش کرتا ہے۔ لوگوں کو مخاطب کرکے مسیح نے کہا "میں زندگی کی روٹی ہوں جو آسمان سے لوگوں کے لئے نازل ہوئی....جو کوئی میرا گوشت کھائیگا اور میرا خون پیئیگا ہمیشہ کی زندگی پائیگا اور.....زندہ کرنے والی تو روح ہے جسم سے کچھ فائدہ نہیں۔ جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں وہ روح ہیں اور زندگی بھی ہیں" (یوحنا ۶ آیت ۹۲-۶۰)

مندرجہ بالا سچی روحانی تعلیم کو پڑھکر بھی "یہ میرا جسم ہے" کا مادی یا ظاہری مفہوم لینا حد درجہ کی نادانی اور جہالت ہے۔ اس سے شمس نصف النہار کی طرح ظاہر ہے کہ ہر ایک نبی اللہ "آسمانی دعوت" ہوتا ہے اور اس سے حصہ لینے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس فرستادہ پر ایمان لایا جائے جو کہ ابدی زندگی ہے۔ "جسم سے کچھ فائدہ نہیں"

(۸)

مروجہ کتاب الدعا میں یہ مذکور ہے کہ "مسیح کی دعوت کے انصرام کے لئے جہاں یہ حکم دیا گیا ہے کہ حصہ لینے والے اپنے حصہ کو مؤدبانہ زانو ٹیکتے ہوئے حاصل کریں (جو در حقیقت مسیح کے فیض کو حاصل کرنے پر عجز و تشکر کا اظہار ہے بے حرمتی اور بدانتظامی سے بچنے کا ذریعہ ہے جس کا بصورت دیگر پیدا ہونیکا اندیشہ ہے) مبادا کہ اس تعظیم کو جہالت۔ کمزوری۔ کینہ یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے غلط تعبیر کرکے اسے گرایا جائے وہاں یہ بھی اعلان کیا گیا ہے کہ اس طریق میں مقدس روٹی یا شراب کی نہ تو کوئی پرستش مقصود ہے اور نہ ہونی چاہیئے۔ چونکہ روٹی اور شراب اسکے بعد بھی اپنی اصلی حالت پر رہتے ہیں اسلیئے انکی پرستش نہ ہونی چاہیئے (ایسا کرنا تو بت پرستی ہوگا جو ہر دیندار عیسائی کے نزدیک قابل ملامت ہے) اور ہمارے خداوند مسیح کا اصلی بدن اور خون اس زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر ہے۔ اور مسیح کے حقیقی جسم سے یہ بالکل بعید ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ جگہ پر موجود ہو" یہ بھی لکھا ہے کہ "مقدس اشیاء گرجے سے باہر نہ کیجائیں" مگر دوسرے حکم میں سے نئی کتاب میں پہلا فقرہ (بلیک روبرک) بالکل حذف کر دیا گیا تھا (یہ فقرہ کتاب سے پہلی دفعہ "رد" ہو جانے کے بعد پھر شامل کر لیا گیا ہے) اور اس کی بجائے اس برکت کو بیماروں کیلئے مستثنا کر دیا گیا ہے۔ جس کا صرف پادری ہی کو اختیار ہے کہ "وہ روٹی اور شراب کا وہ حصہ جس سے مریضوں کو برکت دی جائیگی عبادت کے وقت علیحدہ کر لیا کرے"

(۹)

چرچ آف انگلینڈ کے ۲۲۰۰ پادریوں نے ایک محضر نامہ کی صورت میں اعلان کیا ہے۔ کہ چونکہ "خداوند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح جسمانی طور پر مقدس اشیاء میں موجود ہوتا ہے اسلئے چاہیئے کہ انکی پرستش کی جائے کیونکہ تمام ظاہری اور باطنی عبادتیں اسی کے لئے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارا خداوند اسی طرح مقدس اشیاء میں (جبکہ وہ رسمِ تقدیس کے بعد محفوظ کی جائیں) موجود ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس اثناء میں بھی اسکی ویسے ہی پرستش کی جائے"۔ رومن کیتھولک پادریوں کے زیرِ اثر لوگ ایسی "مقدس دعوت" میں شریک ہونا پسند نہیں کرتے جسمیں اسکی پرستش نہ ہو۔ مسٹر اٹکنسن کے نزدیک صرف "ریلیشینٹ" اور "سپریچولسٹ" پارٹیوں کا نقطۂ نگاہ ہی مذہبی لحاظ سے قابلِ تسلیم ہے۔ اور پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی کا بھی یہی فیصلہ تھا کہ یہ نقطۂ نگاہ بھی ویسا ہی مذہبی طور پر جائز ہے جیسا کہ "ریلیپشینٹ" نقطۂ نگاہ جو کہ ویَنجیلیکل فرقہ کے انتہاء پسندوں کا عقیدہ ہے۔

سر ایچ سیسل کے نزدیک نئی کتاب کی تعلیم تبدّلِ اشیاءِ مقدسہ فی صورتِ البدن والدم کی تعلیم نہیں ہے۔ کیونکہ رسمِ دعوت کے بعد اشیاء کا نام بدستور "روٹی" اور "شراب" ہی رہتا ہے۔

سر بائیڈ میریمین نے نئی کتاب کی تائید میں کہا "آؤ! ہم اپنے ذہنوں کو اس طرف منتقل کریں کہ تبدّلِ اشیاء درا صل کیا تھی؟ جس سے ریفارمروں نے نجات پائی۔۔۔۔ میرے نزدیک اس سے یہ سمجھا جاتا تھا۔ جسے کوئی پادری اپنے جادو سے مسیح کے جسم کو دوبارہ زندہ کرتا اور پھر وہیں اور اسی وقت اسے دوبارہ صلیب پر چڑھاتا۔ اور یہ ایسا نامعقول عقیدہ ہے کہ چرچ آف انگلینڈ اسے کبھی قبول نہیں کر سکتا۔ لیکن چرچ بغیر کسی تاویل و تشریح کے (کہ کب اور کس طرح ایسا ہوتا ہے؟) اس بات کو قطعی طور پر تسلیم کرتا ہے کہ

(۱) مسیح کے بدن اور خون کی حقیقی موجودگی مقدس اشیاء میں (جو برکت پانے والوں میں تقسیم کی جاتی ہیں) پائی جاتی ہے۔

(۲) یہ رسم مسیح کے صلیب پر زبان ہونے کی یادگار ہے"۔

مگر سر۔ ایس ابرٹس نے اسکی زبردست تردید کی ہے اور اسکے خلاف ایک لمبی تقریر کی جس کی نقل موجبِ طوالتِ مضمون ہوگی۔

(۱۰)

روم اور ریفارمیشن کے درمیان ایک زبردست تگ ودو جاری رہی اور اپنی کامیابی پر سر جائینسن ہکس مستحقِ مبارکباد ہیں۔ اور انگلینڈ کے لئے یہ باعثِ افتخار ہے کہ اس نے اپنے شہداء کے خیالات کی تائید میں اپنا مال ودولت لٹا دیا۔ اور وہ شکست جو انگلینڈ کے مذہبی لیڈروں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(پادریوں) کو نصیب ہوئی ہے وہ بھی بیّن ہے۔ انہوں نے اپنے اثر کو مضبوط کرنے کیلئے یہ کتاب تیار کی تھی مگر تعجّب ہے کہ انکا اثر اور بھی رو بہ تنزّل ہے۔ انکو سمجھ لینا چاہیئے کہ زمانہ بالکل بدل چکا ہے۔ اب کوئی ارضی طاقت انکی مدد نہیں کر سکتی۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ "الحق یعلو ولا یُعلی" حق کبھی مغلوب نہیں ہؤا کرتا۔ "روٹی" "جسم" سے تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اور "خون" "شراب" نہیں بنا کرتا۔ آج "خداوند مسیح کا کھانا" لوگوں کی روحانی بھوک کو نہیں مٹا سکتا۔ اور "خداوند مسیح کی شراب" سے دنیا کی روحانی پیاس بُجھ نہیں سکتی۔

ہم یہ کہنے سے رُک نہیں سکتے کہ پراٹسٹنٹ لوگوں کو بھی کامل روحانی آزادی حاصل نہیں۔ اگرچہ انہوں نے اپنے آپکو رومن کیتھولک کی سی بُت پرستی سے بہت حد تک بچا لیا ہے۔ لیکن وہ بھی تاحال تثلیث۔ کفارہ۔ حیات المسیح بعد موتہ اور الوہیت مسیح جیسے باطل لایعقل اور بے بنیاد عقائد میں مبتلا ہیں۔ انکو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ غیور ہے وہ کبھی یہ گوارا نہیں کرتا کہ اسکے بندوں کی جبین نیاز اسکے سوا کسی اور کے آستانہ پر جھکے۔ وہ کہتا ہے۔ "لا تعبدوا الا اللہ" اسکے سوا کسی کی پرستش نہ کرو۔ اور اسکے ساتھ اسکی کسی صفت میں کسی چیز کو زمین کے اوپر شریک نہ ٹھیراؤ کہ یہ سخت ظلم ہے۔ پس جب تک عیسائی دنیا ایک ہی رب العالمین خدا کی پرستش نہ کریگی وہ کبھی بھی کسی قسم کی روحانی ترقی کی امید نہیں رکھ سکتی۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ان ضروریات کو مدّنظر رکھتے ہوئے قادیان میں اپنے رسول احمدؑ کو بھیجا جس کی بعثت سے مسیح کی آمد ثانی والی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اب اصلی "روحانی دعوت" آچکی اور آسمان سے "من و سلویٰ" نازل ہو گیا۔ آج خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو اس دنیا میں حکمؑ اور عدل بنا کر بھیجا ہے۔ آؤ! سب اسکے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ اور وہ تمہیں خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل کرا دیگا۔ مبارک وہ جو خدا کی باتوں کو سُنے اور قبول کرے +

وآخر دعوٰنا ان الحمدُ للہ ربّ العالمین

سنہ ۲۴-۱۹۲۳ء میں ہندوستان کے اندر حکومت متحدہ برطانیہ جرمنی نیوزیلینڈ فرانس جاوا اور جاپان سے مختلف قسم کی شرابیں بقدر ۳۹ لاکھ ۸۲ ہزار ۵ سو گیلن کے آئیں لیکن سنہ ۲۸-۱۹۲۷ء میں یہ تعداد ۷۱ لاکھ ۱۵ ہزار گیلن ہو گئی یعنی دو سال کی مدت میں ۳۲ لاکھ ۳۲ ہزار ۵ سو گیلن غیر ملکی شراب کا استعمال ہندوستان میں بڑھ گیا اور اس درآمد سے ۲ کروڑ ۵۵ لاکھ ۹۷ ہزار چار سو روپیہ بطور سرکاری محصول ہندوستان کو ادا کرنا پڑا + (حقیقت ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۲۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی بڑی بھٹی کا دھواں ہو۔ اور گڑھے کے دھوئیں سے سورج اور ہوا تاریک ہو گئے"۔

یہ اشارہ ہے موجودہ زمانہ کے صنعتی اور مشینی عہد کی طرف آیت نمبر ۳۔" اور اس دھوئیں میں ٹڈیاں نکلکر زمین پر آئیں اور انکو طاقت دی گئی جیسے کہ زمین کے بچھوؤں کو حاصل ہوتی ہے"۔

یہاں سینٹ یوحنا ہوائی جہاز کا پہلا کشف دیکھتا ہے جو ہماری صنعتی ترقی کی معراج ہے لیکن انسانی خواہشات اور حرص و ہوا نے اسے بجائے نفع رسانی کے مضرت رسانی کا ذریعہ بنا دیا ہے بچھو کے ڈنک کا اثر قریب قریب گیس جیسا ہوتا ہے اور یہ اشارہ ہے گیس کی جنگ کی طرف۔

آیت نمبر ۴ "اور انہیں (ٹڈیوں) کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ زمین کی گھاس کو بھی نقصان نہ پہنچائیں۔ نہ کسی سبزی کو نہ کسی درخت کو لیکن صرف وہ لوگ جن کے ماتھوں پر خدا کی مہر نہیں ہوتی"۔

ٹڈیاں سبزی کا جو احترام کرتی ہیں اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا آیت میں وہ عام ٹڈیاں مراد نہیں ہیں جو کھیتوں کو چٹ کر جاتی ہیں۔

آیت نمبر ۵ میں ہے "اور انکو حکم دیا گیا تھا کہ انکو قتل نہ کریں۔ بلکہ انہیں ۵ ماہ تک عذاب دیا جائے اور وہ عذاب بچھو کے ڈنک کے عذاب کا سا تھا۔ جبکہ بچھو کسی آدمی کے ڈنک مارتا ہے"۔

یہ عذاب زہریلی گیس کی طرف اشارہ ہے جو اکثر دیر کے بعد اور سخت عذاب سے ہلاک کرتی ہے۔

آیت نمبر ۶ "اور اس زمانہ میں لوگ موت کو ڈھونڈھا کرینگے اور اسے نہ پا سکیں گے وہ مرنا چاہیں گے اور موت ان سے دور بھاگے گی"۔

سینٹ یوحنا نے نہایت ہوشیاری سے ٹڈیوں سے ہوائی جہاز کو تشبیہ دی ہے کوئی اور اڑنے والی مخلوق ہوائی جہاز سے اتنی زیادہ مشابہت نہیں رکھتی ÷ وہ انکے طریقہ حملہ آوری کو نہایت عمدگی سے بیان کرتے ہیں۔ گیس انکو ہلاکت کے نزدیک درجہ تک پہنچا دیتی ہے لیکن انکو ہلاک نہیں کرتی ÷ آیت نمبر ۷۔ (ایک حصہ) "اور ٹڈیوں کی شکل و صورت جنگ کے لئے طیار کردہ گھوڑوں کی سی تھی" حواری ہوائی جہازوں کو گھوڑوں سے تشبیہ دیتا ہے۔ اس لئے کہ گھوڑا بہت ہی قوی جانور ہے اور حواری موصوف کے زمانہ میں حرکت کرنیکی زبردست ترین قوت تسلیم کیا جاتا تھا "جنگ کے لئے طیار کردہ" سے مراد جنگی آلات ہیں ÷ آیت نمبر ۷ (دوسرا حصہ) "اور انکے سروں پر سونے کے تاج کی سی کوئی چیز تھی" جب سورج ہوائی جہاز کے حرکت میں لانیوالے گھومتے ہوئے پہیے پر اپنی شعاعیں ڈالتا ہے تو یہ تشبیہ پوری ہو جاتی ہے ÷ آیت نمبر ۸ "اور انکے بال عورتوں کے بالوں جیسے تھے" یہ دھواں ہے جو ہوائی جہاز سے نکلتا ہے۔ "انکے دانت شیروں کے سے تھے" یہ زمین پر اترنے والے جہاز کی دو ٹانگیں ہیں ÷ آیت نمبر ۹ "انکے سینوں پر آہنی تھے گویا کہ وہ فولاد کے ہیں" موٹروں کو محفوظ رکھنے کیلئے جو تختے لگائے جاتے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے "انکے پیروں کے چلنے کی آواز ایسی تھی جیسے بہت سے رتھوں کے میدان جنگ میں بھاگنے کی گڑگڑاہٹ" یہ ہوائی جہاز کا شور ہے ÷ ....

موسیو طر لکھتے ہیں اگر ہوائی جہازوں کو ہم لوگوں نے دیکھا نہ ہوتا تو اس سے زیادہ عمدہ اور صحیح حلیہ پیش نہ کر سکتے - (السٹریشن پریس) (مدینہ بجنور ۹ ستمبر ۱۹۲۸ء)

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطرے سے پہلے ہوشیار ہو جائیے!

ملیریا کے پھیلنے کا وقت آ گیا ہے

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن

جوڑی۔ بخار و تلی کی دوا

پیتے ہی تمام بیماریاں رفع ہو جاتی ہیں

جب دشمن سر پر آ جائے تو اسکا علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلئے قبل سے ہی حفاظت کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی دوا پینتالیس سال سے ہزارہا مریضوں کو صحت کر رہی ہے۔ اسکے پینے سے کیسا ہی جاڑے کا بخار۔ اکرتا۔ تجارتی و چوتھیا ہو سب رفع ہو جاتے ہیں۔ اور متاثر تلی بھی کٹ جاتی ہے۔

قیمت:۔

شیشی کلاں (۴ اونس) پندرہ آنہ	۱۵/	÷	محصولڈاک آٹھ آنہ ۸/
تین شیشی دو روپے بارہ آنہ	۲/۱۲	÷	// چودہ آنہ ۱۴/
شیشی خورد (۲ اونس) نو آنہ	۹/	÷	// آٹھ آنہ ۸/
تین شیشی خورد ایک روپیہ دس آنہ	۱/۱۰	÷	// گیارہ آنہ ۱۱/

تھرمامیٹر

بخار کی حرارت معلوم کرنے کیلئے ہمارے ہاں تھرمامیٹر بھی موجود ہیں۔ آرڈر بھیجکر طلب کر لیجئے۔ قیمت فی عدد عاصر

عرق پودینہ (سبز)

اکثر اشخاص کو کھانا ہضم نہ ہونے یا دیر سے ہضم ہونے کی شکایتیں رہا کرتی ہیں۔ خصوصاً برسات کے موسم میں جب قدرتاً قوت ہاضمہ کم ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے عرق پودینہ سے بدہضمی پیٹ کا پھولنا۔ پیٹ میں درد رہنا۔ ڈکاریں آنا۔ بھوک نہ لگنا۔ وغیرہ تمام شکایتیں رفع ہو جاتی ہیں۔ خصوصاً بچوں کے لئے یہ عرق نہایت مفید ہے۔ شیشی کلاں (سوا اونس) بارہ آنہ ۱۲/ محصولڈاک ۶/ تین شیشی دو روپیہ تین آنہ محصولڈاک ۸/ شیشی خورد (۱ اونس) محصولڈاک ۶/ تین شیشی ۱/۱۰ محصولڈاک ۸/

نوٹ:۔ ہماری دوائیں سب جگہ ملتی ہیں۔ اپنے مقامی ہماری دوا فروشوں سے دریافت کیجئے تاکہ وقت اور محصولڈاک میں بچت ہو۔

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن (صیغہ نمبر ۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ شیخ محمد وارث۔ رحمت علی۔ مرچنٹ۔ گورداسپور۔ (پنجاب)